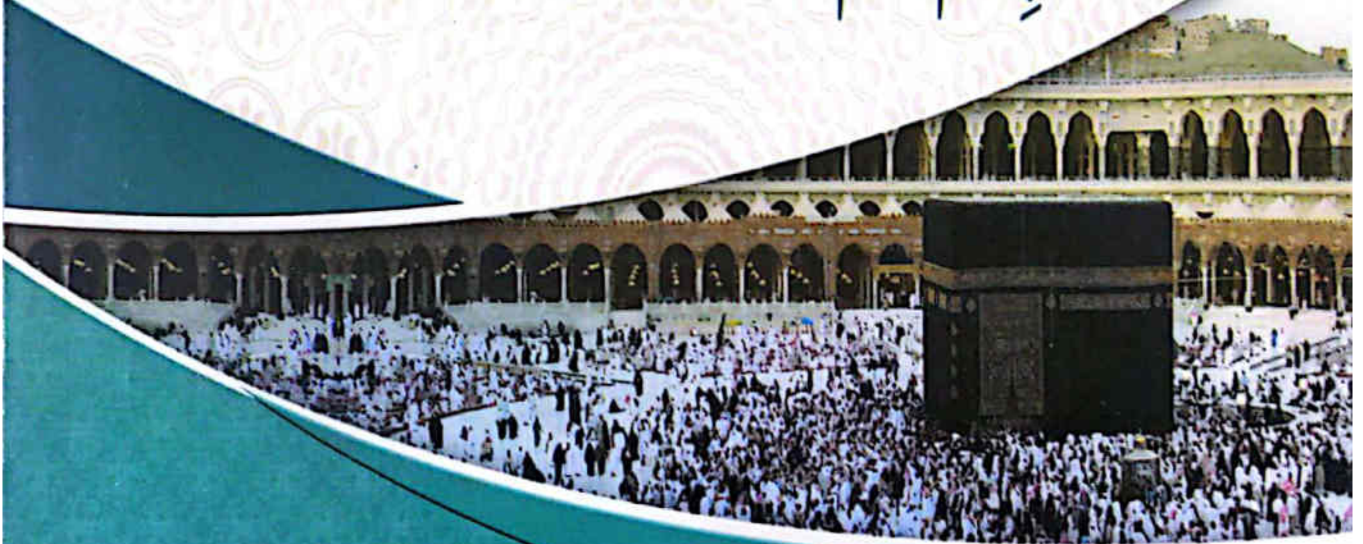
احکامِ طواف

(بہ اندازِ سوال و جواب)

و

آبِ زمزم کے فضائل و مسائل



مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ



ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج: ۲۹)

احکامِ طواف

(بہ انداز سوال و جواب)

و

آبِ زمزم کے فضائل و مسائل

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ



ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمدللہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیراً

البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

برائے خط وکتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

کتاب کا نام	:	احکامِ طواف (بہ انداز سوال وجواب) وآبِ زم زم کے فضائل ومسائل
مؤلف	:	حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ
قیمت برائے قارئین	:	فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔
سن اشاعت	:	۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء
ناشر	:	البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔
فون نمبر	:	(+92) 21-35121955-7
ویب سائٹ	:	www.maktaba-tul-bushra.com.pk www.albushra.org.pk
ای میل	:	info@maktaba-tul-bushra.com.pk
ملنے کا پتہ	:	البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، کراچی۔ پاکستان
موبائل نمبر	:	0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504, 0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

احکامِ طواف وآبِ زم زم کے فضائل ومسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلي و نسلّم علی رسوله الكريم

احکامِ طواف بہ اندازِ سوال جواب

طواف کے فضائل:

سوال: کعبہ شریف کے طواف کی کیا فضیلت ہے، اس کے متعلّق حدیث کی روشنی میں بتائیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے طواف کے سات چکر کیے اور اچھی طرح اس کی گنتی کی تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ طواف کرنے والا جو بھی قدم رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔[1]

طواف کی اقسام اور ان کا حکم:

سوال: طواف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: طواف کی سات قسمیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ **طوافِ رکن:** عمرہ میں طواف کرنا عمرہ کا رکن ہے، اس کے بغیر عمرہ ادا نہیں ہوگا۔

۲۔ **طوافِ فرض:** یہ طوافِ زیارت یا طوافِ افاضہ کہلاتا ہے اور حج میں اس کو کرنا فرض ہے (حج کے ارکان میں سے ہے)، اس کے بغیر حج ادا نہیں ہوگا، اس کا وقت دس ذی الحجہ کی صبحِ صادق سے بارہ ذی الحجہ کے دن غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے تک ہے، اگر

---

[1] رواه أحمد: ۳/۲

غروبِ آفتاب کے بعد کیا تو طواف تو ہوگیا، مگر تاخیر کی وجہ سے دم لازم آئے گا۔

۳۔طوافِ وداع: طوافِ وداع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے باہر رہنے والے یعنی آفاقی پر حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے وطن واپسی کے وقت طوافِ وداع (یعنی رخصتی کا طواف) کرنا واجب ہے، البتہ حیض ونفاس والی عورتیں اس واجب سے مستثنیٰ ہیں، اگر وہ طہارت کے ایام تک رکنے پر قادر ہیں تو اُن کو یہ طواف کرنا چاہیے، ورنہ اگران کوسفر کرنا ناگزیر ہے تو پھراُن سے یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے۔

۴۔طوافِ نذر: اگرکسی نے طواف کی نذر مانی تو اب اس پر یہ طواف کرنا واجب ہے۔

۵۔طوافِ قدوم: یہ طواف اُس آفاقی کے لیے مسنون ہے جوحجِ افراد یاحجِ قران کررہا ہو، اور اہلِ مکّہ اور وہ آفاقی جوتمتّع کرنے والے ہوں ان کے لیے مسنون نہیں۔

۶۔طوافِ تحیہ: یہ طواف ہراس شخص کے لیے مسنون ہے جومسجدِ حرام میں داخل ہو، چاہے حلال ہو یا حالتِ احرام میں ہو، لیکن معتمر (عمرہ کرنے والے کے لیے) طوافِ عمرہ طوافِ تحیہ کے قائم مقام بھی ہوجائے گا اور طوافِ قدوم کرنے سے بھی یہ طوافِ تحیہ ادا ہوجائے گا۔[1]

۷۔طوافِ نفل: یہ ہر شخص جب جی چاہے کرسکتا ہے، اس کے لیے کوئی وقت کی قید نہیں۔

طواف کے لیے نیت شرط ہے:

سوال: کیا طواف کے لیے نیت شرط ہے؟

جواب: جی ہاں! طواف کے لیے نیت شرط ہے، اگر کوئی بغیر نیت کے کعبہ شریف کے چاروں طرف چکر لگائے تو طواف نہ ہوگا۔[2]

طواف کے لیے باوضو ہونا واجب ہے:

سوال: کیا طواف باوضو کرنا واجب ہے؟

[1] غنیۃ الناسک: ص ۱۰۹، مناسک ملا علی قاری: ص ۱۴۳ [2] غنیۃ الناسک: ص ۱۱۰

جواب: جی ہاں! طواف با وضو کرنا واجب ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کو مثلِ نماز کے قرار دیا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ فِيْهِ الْمَنْطِقَ، فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقُ إِلَّا بِخَيْرٍ. رواه ابن حبان والحاكم وغيرهما.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا طواف کرنا نماز (کی طرح) ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تم اس میں بات کر لیتے ہو، لہٰذا جو بات کرنا ہی چاہے تو اچھی بات کے سوا دوسری بات نہ کرے۔

سوال: اگر کوئی بلا وضو طواف کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بلا وضو طواف کر لیا تو اس کو باوضو لوٹانا واجب ہے، اگر دوبارہ نہ لوٹایا تو جزا واجب ہوگی جس کی تفصیل جنایات میں بتائی گئی ہے۔

سوال: اگر طواف کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

جواب: جا کر وضو کرنا ضروری ہے، اور جتنے چکر باقی رہ گئے ہوں ان کو وضو کرنے کے بعد پورا کر لیں، اور جہاں وضو ٹوٹا تھا وضو کے بعد وہیں سے آ کر بنا کر لے:

وفي "رد المحتار" ص٥٨٢، مطلب في طواف القدوم: وإذا عاد للبناء هل يبني من محل انصرافه أو يبتدئ الشوط من الحجر؟ والظاهر الأول قياسًا على من سبقه الحدث في الصلاة، ثم رأيت بعضهم نقله عن "صحيح البخاري" عن عطاء بن أبي رباح التابعي وهو ظاهر قول "الفتح": بنى على ما كان طافه. وانظر "الغنية": ص١٢٧. والله تعالىٰ أعلم.

سوال: طواف کے اکثر چکر کرنے سے پہلے وضو ٹوٹ جانے یا اکثر چکر کرنے کے بعد وضو

[1] الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان: ١٤٣/٩، رقم الحديث: ٣٨٣٦، والمستدرك على الصحيحين: ٢٦٧/٢

ٹوٹ جانے میں کچھ فرق ہے یا دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں باقی چکروں کو پورا کرنا جائز ہے، اور طواف کے اکثر چکر کرنے سے پہلے وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں از سرِ نو طواف پورا کرنا مستحب ہے۔[1]

سوال: اگر کسی خاتون کو طواف کے دوران محسوس ہو کہ حیض شروع ہو گیا ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: طواف کو اسی جگہ ختم کر کے مسجدِ حرام سے باہر نکل جانا لازم ہے، پھر پاک ہونے کے بعد نہا کر از سرِ نو طواف کرنا چاہیے۔

سوال: عورت کو حج میں طواف کے موقع پر حیض یا نفاس آجائے تو کیا کرے؟

جواب: اس مسئلہ میں تفصیل ہے جس کی کئی صورتیں ہیں:

۱۔ اگر طوافِ قدوم کرنا چاہتی ہے تو حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو بغیر طواف کیے آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہو جائے، یہ طواف واجباتِ حج میں سے نہیں ہے، اگر بغیر عذر کے بھی چھوڑ دے تو حج ہو جائے گا، لیکن سنت چھوٹنے کی وجہ سے ثواب میں کمی آئے گی، اور عذر کی وجہ سے چھوٹنے کی وجہ سے بھی امید ہے کہ ثواب کم نہ ہوگا۔

۲۔ اور اگر طوافِ زیارت کرنا چاہ رہی تھی کہ حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو پاک ہونے تک انتظار کرنا لازم ہے، کیوں کہ یہ طواف فرض ہے، اس کی تفصیل طوافِ زیارت کے مسائل میں آرہی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

۳۔ اور اگر طوافِ وداع کرنا چاہتی ہے کہ حیض ونفاس کا عذر شروع ہو گیا اور ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے تو اپنے محرم کے ساتھ روانہ ہو سکتی ہے، کیوں کہ اس کے ذمہ سے یہ طواف اس حالت میں ساقط ہو جائے گا، یعنی معاف ہو جائے گا۔

طواف کی ابتدا کرنے کا طریقہ:

سوال: طواف کی ابتدا کا صحیح طریقہ بتائیں؟

جواب: جب طواف کرنے کا ارادہ کرے تو خانہ کعبہ کے اُس گوشہ کے قریب آجائے جس میں

---

[1] رد المحتار، مطلب في طواف القدوم، وغنية الناسك: ۱۲۷

حجرِ اسود لگا ہوا ہے اور وہاں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ داہنا کاندھا حجرِ اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو، یعنی پورا حجرِ اسود طواف کرنے والے کی داہنی طرف رہے، اس طرح کھڑے ہو کر دل میں طواف کی نیت کرے اور زبان سے یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي.

نیت کرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، کیوں کہ ایسا ثابت نہیں ہے، اور اس کو بدعت میں شمار کیا گیا ہے۔[1]

نیت کر کے ذرا سا دائیں طرف کھسکے، تاکہ حجرِ اسود کے بالکل سامنے آجائے، پھر نماز کی نیت کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اُسی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ اے عمر! تم طاقت ور آدمی ہو، حجرِ اسود پر مزاحمت نہ کرنا، تاکہ کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر موقع مل جائے تو استلام کر لیا کرو، ورنہ استقبال کر کے تکبیر، تہلیل کہہ لیا کرو۔[2]

فائدہ: تکبیر سے مراد اَللّٰهُ أَكْبَرُ ہے اور تہلیل سے مراد لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے۔

تکبیر و تہلیل کے بعد یہ کہے: اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ.[3] اس کے بعد اگر موقع ہو تو حجرِ اسود کا بوسہ لے لے۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، بغیر دھکا دیے اور بغیر کسی کو تکلیف دیے بوسہ میسّر ہو جائے تو بوسہ لینا افضل ہے۔

سوال: اگر کوئی ہجوم کی وجہ سے بوسہ نہ لے سکے تو کیا کرے؟

جواب: دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود پر لگا کر ہاتھوں کو چوم لے اور اگر دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر لگانے کا موقع نہ ہو تو داہنا ہاتھ لگالے اور اس کو چوم لے۔

سوال: اگر ہجوم اس قدر ہو کہ داہنا ہاتھ بھی لگانے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے؟

---

[1] غنية [2] رواه أحمد والبيهقي، نصب الراية: ۳/۳۸

[3] إن ذلك مروي عن جابرٍ مرفوعًا وعن علي وعن عمر رضي الله عنه موقوفًا.

جواب: اشارہ سے کام چلائے، اور ایسی صورت میں دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رہے، اور یہ نیت کرے کہ حجرِ اسود پر رکھی ہیں، اور تکبیر وتہلیل کہے اور ہتھیلیوں کا بوسہ لے لے۔[۱]

واجباتِ طواف:

سوال: واجباتِ طواف کتنے ہیں؟

جواب: واجباتِ طواف سات ہیں:

۱۔ حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا، (یعنی بلا وضو یا جنابت، حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہونا)۔

۲۔ طواف میں سترِ عورت ہونا، یعنی ناف سے لے کر گھٹنے سے نیچے تک چھپا ہوا ہونا۔

نوٹ: سترِ عورت کو ''واجبات'' میں اس لیے شمار کیا جاتا ہے کہ طواف کی حالت میں سترِ عورت نہ ہونے سے جزا لازم ہوتی ہے، ورنہ سترِ عورت مطلق طور پر فرض تو ہے ہی۔

۳۔ جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کا پیدل چل کر طواف کرنا، خواہ طواف نفلی ہی ہو۔

۴۔ حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا۔

۵۔ اور اس طرح طواف کے چکر پورے کرنا کہ بائیں طرف کا کاندھا کعبہ شریف کی طرف ہو۔

۶۔ حطیم شامل کر کے طواف کرنا، یعنی حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔

۷۔ طواف کے سات چکر پورے کرنا۔ (طواف کے اکثر چکر یعنی چار کرنا فرض ہے، اور باقی تین ملا کر سات پورے کرنا واجب ہے)۔ چناں چہ طواف کا ایک چکر بھی چھوڑ دیا تو دم لازم ہے۔ ''غنیۃ'' صفحہ ۱۲۷ میں ہے: وكذا لو ترك الأقل منه ولو شوطا لزمه دم.[۲]

---

[۱] معلّم الحجاج [۲] غنية الناسك: ص ۱۱۲-۱۱٦

طواف کی سنتیں:

سوال: طواف کی سنتیں بیان فرمائیں؟

جواب: طواف کی سنتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ اضطباع کرنا، یعنی داہنا کاندھا کھلا رکھنا۔

۲۔ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا، (یعنی قریب قریب قدم رکھتے ہوئے کاندھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتے ہوئے تیزی سے چلنا اور باقی چکروں میں عام رفتار سے چلنا۔

۳۔ طواف شروع کرتے وقت حجرِ اسود کے سامنے منہ کرنا سنت ہے، لیکن طواف کے درمیان میں ہر چکر میں جب حجرِ اسود کے محاذات یعنی سامنے آئے تو حجرِ اسود کی طرف منہ کرنا مستحب ہے[۱]، لیکن اس بات کا خیال رہے کہ حجرِ اسود کی طرف جب منہ کرے تو اپنے قدم اپنی جگہ جما لے اور جب آگے بڑھنے لگے تو فوراً اپنا بایاں کاندھا کعبہ کی طرف کرلے، پھر آگے کی طرف طواف پورا کرے۔

۴۔ حجرِ اسود کے سامنے تکبیر کہنا مطلقاً سنت ہے۔

۵۔ طواف شروع کرتے وقت ابتدا میں حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہوکر تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کا کانوں تک یا کاندھوں تک اٹھانا، لیکن طواف کی نیت کرتے وقت ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے بلکہ بدعت ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔[۲]

۶۔ حجرِ اسود کا استلام یعنی حجرِ اسود کا بوسہ لینا۔

۷۔ طواف کرنے اور طواف کی دو رکعت پڑھنے اور زم زم پینے کے بعد اگر سعی کرنا ہے تو اس کے لیے الگ سے حجرِ اسود کا استلام کرنا۔

۸۔ موالات یعنی پے در پے طواف کے تمام چکر پورے کرنا، یعنی ساتوں چکروں کے درمیان کوئی فصل نہ ہو۔

---

[۱] كما في "الغنية" [۲] غنية الناسك: ص ۱۱۹، ومناسك ملا علي قاري: ص ۱۶۹

۹۔ بدن ولباس ومکانِ طواف کا نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا سنتِ مؤکدہ ہے۔

طواف کے مستحبات:

سوال: طواف کے مستحبات کیا کیا ہیں بیان فرمائیں؟

جواب: مستحباتِ طواف درجِ ذیل ہیں:

۱۔ طواف حجرِ اسود کے داہنی طرف سے شروع کرنا۔

۲۔ تین بار حجرِ اسود کا بوسہ لینا، اور تین دفعہ اس پر سجدہ کرنا۔[1] یعنی حجرِ اسود کا بوسہ لینا تو سنت ہے، اور بوسہ کے ساتھ حجرِ اسود پر سجدہ کرنا بھی مستحب ہے۔ جیسا کہ ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَبَّلَ وَسَجَدَ عَلَيْهِ (أَيْ عَلَى الْحَجَرِ) ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَ هٰكَذَا فَفَعَلْتُ.

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ نے حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور پھر اس پر سجدہ کیا اور فرمایا: میں نے ایسا کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

تنبیہ: یہ سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، نہ کہ حجرِ اسود کے لیے، حجرِ اسود اللہ کی مخلوق ہے اور سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود پر جو سجدہ فرمایا یہ اللہ ہی کے لیے تھا، جیسا کہ زمین پر سجدہ کیا جاتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں بھی اتباعِ سنت میں حجرِ اسود پر سجدہ کرنا چاہیے، بشرطے کہ موقع مل جائے۔

۳۔ بغیر بوسہ لیے اور پیشانی لگائے رکنِ یمانی کا صرف استلام کرنا (یعنی ہاتھ سے چھونا)۔

۴۔ طواف کرتے وقت ماثورہ دعائیں اور اذکار کا پڑھنا۔

۵۔ طواف میں دعائیں اور اذکار کا آہستہ پڑھنا۔

۶۔ مرد کے لیے مستحب یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے قریب ہو کر طواف کرے بشرطے کہ

[1] كما في الغنية ومناسك ملا علي قاري

اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

۷۔ طواف شاذروان (بیت اللہ کے پشتہ) کے باہر سے کرنا۔

۸۔ اگر طواف کا اکثر حصّہ یعنی چار چکر پورے کرنے سے پہلے ترک کردیا، خواہ عذر سے کیا ہو یا بغیر عذر کے، یا پورا طواف یا اس کا بعض حصّہ مکروہ طریقہ پر ادا کیا ہو تو ان صورتوں میں طواف نئے سرے سے کرنا۔

۹۔ غیر ضروری مباح کلام کو ترک کرنا، کیوں کہ یہ خشوع وخضوع کے منافی ہے۔

۱۰۔ ہر وہ کام ترک کرنا جو خشوع وخضوع کے منافی ہو۔

۱۱۔ ہر اس چیز سے نظر کو بچانا جو حضورِ قلب اور دل کی جمعیّت میں مخل ہو۔

۱۲۔ اپنے طواف کو ہر اس چیز سے پاک صاف رکھنا جس کو شریعت پسند نہیں کرتی، خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو، ظاہری ہو یا باطنی۔

۱۳۔ ہر طواف کے ختم پر ملتزم سے چمٹنا (یعنی سات چکر مکمّل کرنے کے بعد)۔

۱۴۔ نماز دوگانۂ طواف پڑھنے کے بعد زم زم پینا۔

۱۵۔ جس طواف کے بعد سعی کرنا ہے اس طواف و دوگانۂ طواف کے بعد سعی کے لیے جانے سے پہلے حجرِ اسود کا استلام کرنا، ہاں! اگر سعی نہیں کرنی ہے تو پھر یہ استلام نہ کرے۔[۱]

۱۶۔ طواف میں نزدیک نزدیک قدم رکھنا، تاکہ قدموں کی تعداد بڑھ جائے، کیوں کہ ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کردیے جاتے ہیں۔[۲]

فائدہ: اگر کسی نے شدید گرمی میں طواف کیا تو اس میں مشقّت بڑھ جانے کی وجہ سے زیادہ اجر ہے، کیوں کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمرہ کے بارے میں فرمایا: تمھیں اجر تمھاری مشقّت اور خرچ کے بقدر ملے گا۔[۳]

لیکن حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں کہ عمداً مشقّت کو اختیار کیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر زیادہ تکلیف پہنچ گئی تو زیادہ اجر ہے، اور جس کو شدید گرمی برداشت نہ ہو وہ جان

[۱] غنية الناسك [۲] رواه الإمام أحمد [۳] رواه الحاكم

بوجھ کر ایسا بالکل ہی نہ کرے، اور بارش کی حالت میں طواف کرنے کی زیادہ فضیلت ہے، کیوں کہ یہ نزولِ رحمت کا خاص وقت ہوتا ہے اور مقبولیتِ دعا کا بھی۔

طواف کے محرمات:

سوال: محرماتِ طواف یعنی وہ چیزیں جو طواف میں حرام ہیں بیان فرمائیں؟

جواب: وہ چیزیں جو طواف کرنے والے کے لیے حرام ہیں آٹھ ہیں:

۱۔ حدثِ اکبر یعنی جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا سخت حرام ہے، اور حدثِ اصغر (بے وضو ہونے) کی حالت میں طواف کرنا بھی حرام ہے، لیکن بہ نسبت حدثِ اکبر کے کم درجہ ہے۔

۲۔ بالکل ننگا ہونے یا اس قدر سترِ عورت کھلا ہونے کی حالت میں طواف کرنا جس قدر ستر کھلا ہونے سے نماز نہیں ہوتی، یعنی چوتھائی عضو کی مقدار یا اس سے زیادہ کھلا ہونا، یا ایسا تنگ لباس پہننا جو جسم سے چپٹا ہوا ہو۔

۳۔ بلا عذر سوار ہوکر یا کسی کے کاندھے وغیرہ پر چڑھ کر یا پیٹ یا گھٹنوں کے بل چل کر یا منکوس (اُلٹا ہوکر) یا معکوس (اُلٹی سمت سے) طواف کرنا۔

۴۔ طواف کرتے ہوئے حطیم کے درمیان سے گزرنا اور حطیم کو طواف میں شامل نہ کرنا، یعنی حطیم کے باہر سے طواف نہ کرنا۔

۵۔ طواف کا کوئی چکر یا چکر کا کچھ حصّہ ترک کردینا، لیکن طواف کے چار چکروں کا چھوڑ دینا حرام ہے، اور تین یا تین سے کم چکروں کا چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے، اگرچہ نفلی طواف ہو، ایسا کرنے سے توبہ اور قضا یا جزا واجب ہوگی۔

۶۔ حجرِ اسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کرنا، اگرچہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان سے شروع کرے، وهذا على قول من قال من أهل العلم بوجوب ابتداء الطواف بالحجر الأسود، وأما من يرى من العلماء سنية الابتداء بالحجر الأسود فيكون الابتداء بغيره مكروها لا حرامًا، والذي

اخترناه هو القول الأول أي الوجوب.

۷۔ بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کرکے طواف کا کچھ حصّہ ادا کرنا بھی حرام ہے، البتہ استلام کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔

۸۔ طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔

تنبیہ: آج کل پتلونوں کی بعض قسمیں نکلی ہیں کہ ان سے بے حیائی ٹپکتی ہے اور ستر کا حصّہ نمایاں ہوتا ہے، ایسا لباس پہننے والے خود بھی گناہ گار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گناہ میں مبتلا کرتے ہیں، نیز خواتین کو بھی دورانِ طواف پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے، اور حالتِ احرام میں بھی چہرہ پر کوئی چیز لگا کر پردہ کرلیں، تاکہ غیر محرم مردوں کی نظر نہ پڑے، اور مردوں کے طواف میں خشوع وخضوع میں خلل واقع نہ ہو۔ بعض خواتین باریک کپڑے پہنتی ہیں جس سے جسم جھلکتا ہے، اسی طرح بعض بہت زیادہ چست اور ٹائٹ کپڑے پہنتی ہیں، اور بعض بلا برقعہ کے حرمین شریفین حاضر ہوجاتی ہیں اور طواف بھی اسی حالت میں کرتی ہیں، یہ بڑی افسوس ناک بات ہے! ایسی خواتین کتنے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں۔ إِنَّا لِلّٰه وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

طواف کے مکروہات:

سوال: مکروہاتِ طواف بیان فرمائیں؟

جواب: جو چیزیں طواف میں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ فضول اور بے فائدہ کلام کرنا اور بلا ضرورت بات چیت کرنا۔

۲۔ خرید وفروخت کرنا، یہ مسجد میں مطلقاً منع ہے، اور طواف کی حالت میں تو اس سے اور زیادہ گریز کرنا لازم ہے۔

۳۔ کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا، افادۂ عام، نصیحت اور ترغیب وترہیب سے خالی ہو، اور بعض کے نزدیک مطلقاً شعر پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۔ ذکر یا دعا یا قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرنا، یا کسی اور وجہ سے آواز بلند کرنا جس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہو۔

۵۔ ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔
۶۔ جس طواف میں رمل اور اضطباع کرنا سنت ہے اس میں رمل اور اضطباع کو بلاضرورت ترک کرنا۔
۷۔ استلام مسنون یعنی حجرِ اسود کا استلام ترک کرنا، بغیر عذر استلام کے ترک سے برائی کا مرتکب ہوگا۔
۸۔ اگر کوئی شخص طواف کی نیت حجرِ اسود کے بالمقابل آنے سے پہلے کرے تو اس وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا چاروں اماموں کے نزدیک بدعتِ مکروہ ہے، لیکن اگر حجرِ اسود کے بالمقابل آکر تکبیر کے متّصل طواف کی نیت کرے تو اس وقت تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔
۹۔ اپنی داہنی طرف مڑنے سے پہلے یعنی استقبالِ بیت اللہ کی حالت ہی میں طواف شروع کردینا۔
۱۰۔ طواف کے چکروں میں زیادہ فاصلہ کرنا خواہ ایک دفعہ ایسا کرے یا کئی دفعہ، کیوں کہ اس سے موالات (لگاتار) ہونا ترک ہوجائے گا۔
۱۱۔ طواف کرتے ہوئے بیت اللہ کے کناروں پر یا کسی اور جگہ دعا کے لیے کھڑا ہونا، کیوں کہ طواف کے چکروں اور ہر چکر کے اجزا کا لگاتار ہونا سنتِ مؤکدہ ہے، اس کے خلاف کرنے سے مکروہ کا ارتکاب لازم آئے گا۔
۱۲۔ طواف کے دوران میں کھانا، کیوں کہ یہ بھی طواف کے لگاتار ہونے اور حسنِ ادائیگی کے خلاف ہے، اور بعض فقہا نے طواف کے دوران پانی وغیرہ پینے کو بھی مکروہ کہا ہے، لیکن اکثر فقہا کے نزدیک طواف کے دوران پانی پینا مکروہ نہیں ہے، کیوں کہ اس میں بہت تھوڑا وقت لگتا ہے جو موالات کے منافی نہیں ہے۔
۱۳۔ دو یا زیادہ طوافوں کو اکٹھا کرنا اور ان کے بیچ میں دوگانہ نہ پڑھنا۔
۱۴۔ خطبہ کے وقت مطلقاً طواف کرنا مکروہ ہے، خواہ خاموش رہ کر ہی کرے۔[۱]

[۱] غنیۃ

۱۵۔ فرض نماز کی تکبیرِ اقامت ہونے کے وقت طواف شروع کرنا بلا شبہ مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے پہلے سے شروع کیا ہو اور تکبیرِ اقامت ہو جائے تو اگر اس کو پورا کر کے نماز میں شامل ہونا اور پوری جماعت کو پالینا ممکن ہو تو اس کو پورا کر لینا اولیٰ ہے، اور یہ جب ممکن ہے کہ آخری چکر ہو اور پورا ہونے والا ہو، ورنہ نماز میں شامل ہو جائے، پھر نماز کے بعد اسی جگہ سے طواف کی تکمیل کر لے، اس چکر کو از سرِ نو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ [1]

۱۶۔ چھوٹے یا بڑے استنجے یا دونوں کے تقاضے یا ہوا خارج ہونے کے غلبہ کے وقت طواف کرنا مکروہ ہے (جیسا کہ نماز پڑھنا مکروہ ہے)، نیز بھوک یا غصّہ کی حالت میں بھی طواف کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ ان حالتوں میں خشوع وخضوع حاصل نہ ہو سکے گا۔

۱۷۔ طواف کے لیے کمر میں پٹکا باندھنا، مگر جس کو عذر ہو اس کا حکم الگ ہے۔

۱۸۔ طواف کی حالت میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا اور طواف میں نماز کی طرح ہاتھ باندھنا، اور کولہے یا گردن پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔

۱۹۔ بلا ضرورت طواف سے باہر نکلنا۔

۲۰۔ رکنِ یمانی (کا اگر استلام نہ کر سکے یعنی ہاتھ نہ لگا سکے تو اس) کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا۔ [2]

۲۱۔ حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے علاوہ کسی اور جگہ کا استلام کرنا۔

۲۲۔ بلا عذر جوتے پہن کر طواف کرنا ترکِ ادب ومکروہ ہے، لیکن مشقّت اور تکلیف کی ضرورت سے ہو تو مکروہ نہیں ہے، بشرطے کہ جوتے پاک ہوں اور ایسے سخت قسم کے نہ ہوں کہ جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے، اور (غیر محرم کے لیے) موزے پہن کر طواف کرنا مکروہ نہیں۔ [3]

---

[1] كما ذكره في "الغنية": ص ١٢٧

[2] شرح اللباب: ص ١٦٥، وعمدة الفقه: ص ١٨٩-١٩١ بتصرف يسير

[3] عمدة الفقه: ص ١٨٩-١٩١

طواف کے منکرات:

سوال: منکراتِ طواف کیا کیا ہیں؟

جواب: طواف کے منکرات بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ رکنِ یمانی اور رکنِ شامی کا استلام اور ان کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے، بلکہ باتفاقِ ائمہ ٔاربعہ بدعت ہے۔

۲۔ ایک بدعت منکرہ جو اکثر ناواقف لوگ کرتے ہیں یہ ہے کہ طواف کرنے سے پہلے بیت اللہ شریف کو لپٹتے اور چومتے ہیں، حالاں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ حجرِ اسود سے طواف شروع کیا جائے، اس کے علاوہ کسی اور عمل سے طواف کی ابتدا کرنا سنت کے خلاف ہے۔

۳۔ مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کا بوسہ نہ لے اور نہ ہی اس کا استلام کرے، کیوں کہ ایسا کرنا سنت سے ثابت نہیں، اس لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں اس کو ممنوع لکھا ہے۔

۴۔ عورتیں مردوں میں مل جل کر چلتی ہیں، اور بسا اوقات وہ اپنے اعضائے ستر بھی کھلا رکھتی ہیں جس سے دیگر طواف کرنے والوں کو بھی گناہ گار کرتی ہیں، اور بسا اوقات ان کے جسم کے اعضا غیر مردوں سے مس ہو جاتے ہیں، عورتوں کو چاہیے کہ ایسے وقت میں طواف کریں جب بھیڑ نہ ہو، یا ذرا فاصلہ سے طواف کریں، نیز طواف کرنے میں بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا کریں۔

۵۔ طواف شروع کرنے سے پہلے یا درمیانِ طواف بہت سے لوگ حجرِ اسود پر بوسہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، حالاں کہ سخت بھیڑ ہوتی ہے، تب بھی دوسروں کی تکلیف کی پروا کیے بغیر گھس جاتے ہیں اور زبردستی بوسہ لینے کو بڑا کمال سمجھتے ہیں، حالاں کہ بوسہ لینا سنت ہے اور دوسروں کو تکلیف دینا حرام ہے، ایک سنت حاصل کرنے کے لیے حرام کا ارتکاب کیا عقل مندی ہے؟

۶۔ عورتیں بھی حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے لیے ایسے گھس جاتی ہیں کہ لگتا ہے کہ عورتیں نہیں

مرد ہیں، خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں، اور دوسروں کو بھی گناہ گار کرتی ہیں۔

۷۔ بعض بڑے لوگوں کو طواف کرانے کے لیے خاص معاملہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہٹو بچو والی کیفیت ہوتی ہے، بڑے عہدہ ومنصب والے کسی شخص کے طواف کے وقت دوسرے عام لوگوں کو ہٹایا جانا اس فعل کو بھی علما نے ''منکرات'' میں سے لکھا ہے۔

۸۔ بہت سے لوگ طواف میں جلدی کرتے ہیں اور جلدی سے طواف کرنے کو زیادہ اجر وثواب سمجھتے ہیں، حالاں کہ ان کے جلدی طواف کی وجہ سے بہت سے طواف کرنے والوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے۔

۹۔ بہت سے لوگ طواف میں بھیڑ کے وقت بسا اوقات اپنا رُخ یا پیٹھ بیت اللہ شریف کی طرف کر لیتے ہیں، اور چند قدم اسی حالت میں آگے بڑھ جاتے ہیں، ایسا ہو جانے سے اُن کا طواف ناقص رہ جاتا ہے، ایسا کرنے سے پرہیز لازم ہے۔

۱۰۔ بعض عورتیں طواف کے دوگانہ مقامِ ابراہیم یا حطیم میں پڑھنے کے لیے مزاحمت کرتی ہیں اور شوق میں اپنے ہوش بھی کھو بیٹھتی ہیں، یہ سخت غلطی ہے۔[1]

فائدہ: مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کے پیچھے اگر ہجوم کی وجہ سے نوافل پڑھنے کا موقع نہ ہو تو حرم شریف میں کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

طواف کے کچھ متفرق مسائل

اضطباع کے مسائل:

سوال: اضطباع کسے کہتے ہیں اور کب کرنا چاہیے؟

جواب: اضطباع یہ ہے کہ اوپر کی چادر کے داہنے پلے کو داہنے بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال دیں، اس طرح کہ داہنا کاندھا کھلا رہے اور دونوں پلے بائیں کاندھے پر پڑے رہیں۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کر لینا چاہیے۔

سوال: اضطباع طواف کے کتنے چکروں میں رہے گا؟

---

[1] عمدة الفقه: ص ۱۹۱-۱۹٤ بتصرف يسير.

جواب: اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں رہے گا۔
سوال: اضطباع کس طواف میں مسنون ہے؟
جواب: جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس میں اضطباع مسنون ہے، اور یہ احرام کے ساتھ خاص ہے، اگر کوئی طوافِ زیارت حج کے احرام سے حلال ہونے کے بعد کر رہا ہے اس صورت میں اضطباع نہ ہوگا، اگرچہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا ہو، کیوں کہ اضطباع احرام کے ساتھ خاص ہے۔
سوال: بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ احرام باندھنے کے عام حالات میں بھی اضطباع کر کے رکھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟
جواب: یہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، ان کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا، اضطباع طواف کے علاوہ اور کسی حالت میں مسنون نہیں ہے، اور نہ ہر طواف میں مسنون ہے، جس طواف میں مسنون ہے اس کو ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔
سوال: کیا طوافِ زیارت میں رمل واضطباع ہوگا؟
جواب: اگر کوئی شخص احرام سے حلال ہوئے بغیر طوافِ زیارت کر رہا ہے اور اس نے پہلے سعی نہ کی ہو تو اس صورت میں رمل اور اضطباع دونوں کرنا ہوں گے۔[1]
تنبیہ: طوافِ زیارت رمی وذبح وحلق کے بعد مسنون ہے، اگر کوئی طواف پہلے کرلے گا طواف تو ادا ہو جائے گا، لیکن سنت کی خلاف ورزی لازم آئے گی جس سے بچنا چاہیے۔

استلام کا معنی:

سوال: استلام کا کیا معنی ہے؟
جواب: ''استلام'' کہتے ہیں حجرِ اسود کا بوسہ لینے کو یا اس کو ہاتھ لگانے کو۔

رکنِ یمانی کا استلام کرتے وقت بیت اللہ کی طرف رخ کرنا:

سوال: رکنِ یمانی کا استلام یہ ہے کہ چہرہ، منہ اور سینہ بیت اللہ شریف کے سامنے کیے بغیر

[1] غنیہ الناسک: ص ۱۱۸

صرف دونوں ہاتھ لگائیں، یا صرف داہنا ہاتھ لگائیں، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ استلام کے وقت کچھ نہ کچھ حصّہ تو بیت اللہ شریف کی طرف ہوجائے گا؟

جواب: استلامِ رکنِ یمانی کے وقت استقبالِ بیت اللہ کرے، لیکن استلامِ رکنِ یمانی (یعنی اس کو ہاتھ لگانے) کے بعد فوراً استقبالِ بیت ختم کرکے اپنا بایاں کاندھا بیت اللہ شریف کی طرف کرلے، ''غنیۃ الناسک'' صفحہ ۶۰ میں ہے: ليس شيء من الطواف يجوز عندنا مع استقبال البيت فإذا استقبله عند استلام أحد الركنين ينبغي أن يقر قدميه في موضعهما حالة الاستقبال إلخ، والله تعالىٰ أعلم[1].

حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی فضیلت:

سوال: حجرِ اسود کا بوسہ لینا کیا فضیلت رکھتا ہے، اس کے بارے میں ہمیں احادیث کی روشنی میں بتائیں؟

جواب: حجرِ اسود کا بوسہ لینا بڑی فضیلت والا عمل ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الرُّكْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ.[2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس رکن (یعنی حجرِ اسود) کو اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا، گواہی دے گا اس کے حق میں جس نے اس کا استلام حق کے ساتھ کیا ہو۔ (''استلام'' سے مراد بوسہ لینا ہے اور ''حق کے ساتھ'' کا مطلب یہ کہ ایمان وتصدیق کے ساتھ یہ استلام کیا ہو)۔

حجرِ اسود پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو:

سوال: بسا اوقات حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے تو حالتِ احرام میں استلام کیسے کرے؟

---

[1] أحسن الفتاوى: ٤/٥٥٧ [2] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ٢٧٣٥

جواب: اس حالت میں استلام نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کا بوسہ لے لینا چاہیے، کیوں کہ محرم کے لیے خوشبو کا استعمال ناجائز ہے، ہاں! اگر حالتِ احرام میں نہیں ہے تو حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہوئی حالت میں بوسہ لینا درست ہے۔

دورانِ طواف کعبہ کو دیکھنا:

سوال: طواف کرتے وقت کعبہ شریف کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: طواف کرتے ہوئے کعبہ شریف کو دیکھنا خلافِ ادب ہے، اس لیے فقہا نے اس کو منع لکھا ہے۔ طواف میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا مستحب ہے، بیت اللہ شریف کی طرف یا اور کسی دوسری طرف نظر کرنا مستحب کے خلاف ہے۔[1]

دورانِ طواف کعبہ کی طرف پشت وسینہ کرنا منع ہے:

سوال: طواف کرتے وقت کعبہ شریف کی طرف سینہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ طواف میں کعبہ شریف کی طرف سینہ کرنا یا پشت کرنا ممنوع ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو جتنے حصّہ میں سینہ یا پیٹھ کعبہ کی طرف کی ہے اُتنے حصّہ کا طواف نہ ہوگا، بعض لوگ ساتویں چکر کے اخیر میں مطاف سے نکلنے کی جلدی میں کعبہ کی طرف پشت کر لیتے ہیں تو ان کا طواف ناقص رہ جاتا ہے۔

مسائلِ رمل:

سوال: رمل کسے کہتے ہیں؟

جواب: رمل کا مطلب یہ ہے کہ اکڑ کر کاندھے ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پیر کے اگلے حصّہ (یعنی پنجوں) پر چلے۔

سوال: کس طواف میں رمل کرنا مسنون ہے؟

جواب: جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس کے شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

---

[1] غنیۃ: ۶۵

سوال: اگر طواف میں اتنا ہجوم ہو کہ رمل نہ کر سکے تو کیا کرے؟

جواب: ہجوم کم ہونے کا انتظار کرے اور جب ہجوم کم ہو جائے تو رمل کے ساتھ طواف کرنا چاہیے، تا کہ سنت کے مطابق عمل ہو جائے، اور اگر ہجوم کم ہونے کی امید نہیں ہے تو انتظار کرنے کا فائدہ نہیں، طواف شروع کر کے اپنی کوشش کے مطابق پنجوں پر چل کر رمل کرے۔

سوال: اگر ضعیف یا بوڑھا آدمی رمل نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: عذر کی وجہ سے رمل نہیں کر سکا تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: جس شخص نے رمل کے ساتھ طواف شروع کیا پھر اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل پورا نہیں کر سکتا تو کیا حکم ہے؟

جواب: رمل کے بغیر طواف کو پورا کر لے، ہجوم کا ہونا عذر شمار ہو گا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: جو شخص بغیر کسی عذر کے رمل نہیں کرے تو کیا اس کا طواف ہو جائے گا؟

جواب: طواف تو ہو جائے گا، لیکن اجر وثواب میں سنت چھوڑنے کی وجہ سے کمی آئے گی۔

سوال: جو شخص رمل کرنا بھول گیا ایک یا دو چکر کرنے کے بعد یاد آیا تو اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب: تین چکروں میں سے جتنے چکر باقی ہوں ان میں رمل کرنا چاہیے، اگر شروع کے تین چکروں کے بعد رمل یاد آیا تو اب رمل نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ رمل صرف شروع کے تین چکروں میں سنت ہے، اور آخر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا (عام چال سے چلنا) سنت ہے۔[1]

تنبیہ: رمل صرف مردوں کے لیے ہے، خواتین کے لیے نہیں۔

دورانِ طواف کعبہ کے قریب رہنا:

سوال: کیا طواف کرتے وقت کعبہ شریف سے قریب رہنا زیادہ ثواب رکھتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کعبہ شریف سے جتنا زیادہ قریب ہو کر طواف کیا جائے اتنا زیادہ ثواب ہے،

[1] زبدة المناسك: ص ٥٠

لیکن اس بات کا خیال رہے کہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

اگر دورانِ طواف جماعت کھڑی ہوگئی:

سوال: اگر طواف کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نمازِ جنازہ شروع ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ چکر پورا کرنے کے بعد نماز میں شامل ہو جائے، اور اگر چکر پورا کرنے میں رکعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو یا نمازِ جنازہ کی تکبیرات فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو طواف کے جس چکر میں ہے اسے وہیں چھوڑ دے اور نماز میں شامل ہو جائے، بعد میں اس جگہ سے اپنا طواف پورا کرلے جہاں سے چھوڑا تھا۔

معذور شخص طواف کیسے کرے:

سوال: جو شخص ایسا مریض یا معذور ہو کہ طواف کرنے سے عاجز ہو تو کیا اس کی طرف سے کوئی نیابت کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں! اس کی نیابت نہیں ہوسکتی، لیکن اس کو کھٹولہ پر اٹھا کر یا عربیہ (وہیل چیئر) میں بٹھا کر طواف کروایا جائے۔

سوال: جو لوگ کھٹولہ پر اٹھا کر یا عربیہ (وہیل چیئر) میں بٹھا کر طواف کراتے ہیں، وہ لوگ اس کی اجرت لیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی اجرت دینا اور کرانے والے کو اجرت لینا دونوں جائز ہیں۔

سوال: عربیہ یا وہیل چیئر میں بٹھا کر یا کھٹولہ میں اٹھا کر طواف کرانے والا اگر اپنے طواف کی نیت بھی کرلے تو کیا کرانے والے کا بھی طواف ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! اگر نیت کرلی ہے تو اس کا طواف بھی ہو جائے گا۔

سوال: جس کو کھٹولہ میں اٹھا کر طواف کرایا جارہا ہے وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے تو اس کی نیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اٹھانے والا اس کی طرف سے نیت کرے گا۔

مسجدِ حرام کی حدود کے باہر سے طواف کرنے کا حکم:

سوال: اگر کسی نے مسجدِ حرام کے باہر سے طواف کیا تو کیا طواف ہو جائے گا؟

جواب: جی نہیں! طواف نہیں ہوگا، کیوں کہ مسجدِ حرام کی حدود کے اندر طواف کرنا لازم ہے۔

سوال: مسجدِ حرام کی پہلی منزل اور چھت پر جا کر طواف کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ بیت اللہ شریف کے قریب سے طواف کرنا افضل ہے۔

طواف میں بلند آواز سے اور اجتماعی طور پر دعائیں پڑھنے کا حکم:

سوال: بعض لوگ طواف کے دوران بلند آواز سے اجتماعی طور پر دعائیں پڑھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہرگز ایسا کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت نہیں، اور ایسا کرنے سے دوسرے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، کیوں کہ ان کے خشوع وخضوع میں خلل پڑتا ہے، لہٰذا ایسا کرنے سے باز رہیں، آہستہ آہستہ دعائیں اور اذکار کرتے رہیں، قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۞﴾[۱] یعنی تم اپنے رب سے دعا کیا کرو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے، بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔

ہر چکر کی الگ الگ دعائیں پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: عام طور سے کتابوں میں ہر چکر کی دعا لکھی گئی ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب: اس کی کوئی اصل نہیں، احادیثِ شریفہ سے ہر چکر کی الگ الگ دعا وارد نہیں ہوئی۔

طواف میں مسنون دعائیں:

سوال: طواف کے دوران احادیثِ شریفہ سے کیا کیا دعائیں ثابت ہیں؟

جواب: حضرت نبی اکرم ﷺ سے رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی

---

[۱] الأعراف: ٥٥

الدُّنيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○﴾[1] پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ ''ابوداود'' و ''نسائی'' وغیرہ میں ہے، اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حدیث کو صحیح بتایا ہے۔[2] اوران دونوں کے درمیان یہ پڑھنا بھی ثابت ہے: رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ.[3]

سوال: حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان پڑھنے کی دو دعائیں تو آپ نے بتادیں، باقی چکر کے باقی حصّہ میں کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب: باقی چکر کے باقی حصّہ میں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے رہنا چاہیے۔[4] حافظ منذری نے اپنے بعض مشایخ سے اس حدیث کی تحسین ذکر کی ہے۔

طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت:

سوال: طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: دورانِ طواف قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں، لیکن ذکر کرنا افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف میں ذکر کرنا ثابت ہے تلاوت نہیں، تلاوت کرنا ہو تو بلند آواز سے نہ کرے۔[5]

طواف کے چکروں میں شک ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال: اگر طواف کرنے والے کو طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہوجائے تو کیا کرے؟ اس کے بارے میں تفصیل سے بتائیے؟

جواب: اگر طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ یا طوافِ وداع کے چکروں میں شک واقع ہوا ہے تو جس چکر میں شک ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا، مثلاً: یہ شک ہو کہ چھ چکر ہوئے ہیں یا

[1] البقرة: ۲۰۱ [2] صححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي

[3] صححه الحاكم ووافقه الذهبي [4] ابن ماجه

[5] غنية الناسك: ص ٦٥، رد المحتار، مطلب في طواف القدوم.

سات؟ تو ایک چکر اور کرنا ہوگا، تاکہ یقین ہو جائے کہ سات چکر پورے ہو گئے۔ اور اگر نفل یا طوافِ سنت (جیسے کہ طوافِ قدوم) میں شک ہوا ہے تو غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے۔[1]

دوگانہ طواف کے مسائل:

سوال: کیا طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے؟

جواب: جی ہاں! واجب ہے۔

سوال: اگر کسی نے نفلی طواف کیا تو کیا اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے؟

جواب: دوگانہ طواف ہر طواف کے بعد واجب ہے، چاہے طواف فرض ہو یا واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو۔

سوال: کیا طواف سے فارغ ہوکر طواف کی دو رکعتیں پڑھتے وقت اضطباع ختم کر دینا چاہیے؟

جواب: جی ہاں! طواف کی دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے ہی دونوں کاندھے ڈھانک لینے چاہئیں اگر کوئی اضطباع کے ساتھ دوگانہ طواف پڑھے گا تو مکروہ ہوگا۔

سوال: طواف ختم کرنے کے بعد دوگانہ طواف کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب: طواف ختم کرنے کے بعد بلا تاخیر طواف کی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزر جانے کے بعد پڑھے۔[2]

سوال: دوگانہ طواف کہاں پڑھنی افضل ہے؟

جواب: مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾[3]

ترجمہ: اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوگانہ طواف اس طرح ادا فرمائی کہ

[1] کتاب الحج [2] کتاب الحج: ۵۲ [3] البقرة: ۱۲۵

مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کرلیا۔

سوال: اگر مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے پڑھنے کا موقع نہ ہو تو کہاں پڑھے؟

جواب: اگر ہجوم کی وجہ سے مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس پڑھنے کا موقع نہ ہو تو حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے پڑھنا چاہیے، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حطیم میں کہیں بھی پڑھ لے، اور اگر حطیم میں بھی موقع نہ ہو تو مسجدِ حرام میں کسی جگہ بھی پڑھ لے، جتنا کعبہ سے قریب ہو اتنا ہی بہتر ہے۔[1] اس کے بعد حدودِ حرم میں کہیں بھی پڑھ لے۔

سوال: ایک شخص نے فجر کے بعد یا عصر کے بعد طواف کیا اور اس کو مکّہ مکرمہ سے فوری جانا ہے تو اب وہ طواف کے دو نفل کہاں ادا کرے؟

جواب: مکّہ مکرمہ سے روانہ ہونے کے بعد حل میں یا آفاق میں کہیں بھی ادا کرسکتا ہے، واجب ادا ہو جائے گا، لیکن افضلیت حاصل نہ ہوگی۔[2]

سوال: اگر کسی نے نمازِ فجر کے بعد یا نمازِ عصر کے بعد دوگانہ طواف ادا کرلی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد آفتاب میں زردی آنے سے پہلے پہلے نماز دوگانہ ادا کرلی تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اس کا لوٹانا بہتر ہے۔[3]

سوال: اگر کسی نے عین زوال یا طلوع وغروب کے وقت دوگانہ طواف پڑھ لیں تو اس کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب: ان کا اعادہ کرنا یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔[4]

سوال: کیا کئی طواف ایک ساتھ کرنے کے بعد اکٹھے نوافل ادا کیے جاسکتے ہیں؟

جواب: ایک طواف سے فارغ ہوکر اس کے نفل ادا کیے بغیر دوسرا طواف کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر ایسے اوقات میں طواف کر رہا ہے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اکٹھے کئی طواف کرنے کے بعد جائز وقت میں سب طوافوں کے نفل ادا کرسکتا ہے۔[5]

---

[1] مناسك ملا علي قاري: ص ١٥٦ [2] غنية: ص ١١٦

[3]، [4] كتاب الحج: ص ٥٢ [5] غنية: ص ١١٦، ١١٧

مسائل متعلّقہ طوافِ زیارت:

سوال: طوافِ زیارت کے متعلّق بیان فرمائیں کہ وہ حج کے اعمال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: طوافِ زیارت حج کے ارکان میں سے ہے۔

سوال: کیا طوافِ زیارت کے دیگر نام بھی ہیں؟

جواب: طوافِ زیارت کے متعدد نام ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔ طوافِ رکن، ۲۔ طوافِ زیارت، ۳۔ طوافِ افاضہ، ۴۔ طوافِ فرض، ۵۔ طوافِ مفروض۔

سوال: طوافِ زیارت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

جواب: طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، اگر کوئی اس سے پہلے کرلے گا تو ادا نہ ہوگا۔[۱]

سوال: طوافِ زیارت کا آخری وقت کیا ہے؟

جواب: طوافِ زیارت کا صحیح وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اگر بلا عذر اس وقتِ مقررہ سے تاخیر کی اور بارہویں ذی الحجہ کے غروب کے بعد طواف کیا تو ادا تو ہوجائے گا، مگر دم لازم ہوگا۔[۲]

سوال: طوافِ زیارت کا وقت تو آپ نے بتادیا، لیکن اس کا افضل وقت کیا ہے؟

جواب: اس طواف کو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو ادا کرنا افضل ہے، اور اس طرح ادا کرنا کہ دسویں کی ظہر مکّہ مکرمہ میں آکر ادا کریں، کیوں کہ فخرِ دو عالم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔[۳]

سوال: طوافِ زیارت کی مسنون ترتیب کیا ہے؟

جواب: اس کی مسنون ترتیب یہ ہے کہ دسویں کی رمی اور ذبح کرنے اور حلق کے بعد مکّہ مکرمہ میں جاکر طواف کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔

سوال: اگر کوئی حاجی رمی اور ذبح کرنے سے پہلے مکّہ مکرمہ میں آکر طوافِ زیارت کرلے اور بعد میں جاکر رمی کرے اور ذبح کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دسویں کی صبحِ صادق کے بعد رمی سے پہلے طواف کیا ہے تو طواف ادا تو ہوجائے گا،

[۱] [۲] بدائع: ۲/۳۱۴ [۳] زبدہ: ص ۸۴

مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[۱]

سوال: کیا طوافِ زیارت میں مریض کے لیے نیابت ہوسکتی ہے؟

جواب: یہ خود کرنا فرض ہے، اگر چہ وہیل چیئر یا کھٹولے میں بٹھا کر یا لٹا کر طواف کرایا جائے، مگر بے ہوش کے لیے نیابت درست ہے۔[۲]

سوال: اگر کسی نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور اپنے وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت واپس چلا گیا تو اب کیا کرے؟

جواب: اس کے ذمہ لازم ہے کہ مکّہ مکرمہ واپس آکر اسی احرامِ سابق سے طوافِ زیارت کرے، عمرہ کا احرام باندھ کر نہ آئے، کیوں کہ اس کا احرام من کل وجہ ختم نہیں ہوا، فی حق النساء باقی ہے، في "مناسك ملا علي قاري" ص ٣٤٥: ولو ترك الطواف كله أو طاف أقله وترك أكثره ورجع إلى أهله حتما أن يعود بذلك الإحرام ويطوفه؛ لأنه محرم في حق النساء.....إلخ.)

تنبیہ: طوافِ زیارت کا کوئی بدل نہیں ہے، اور اس وقت تک اس کے لیے اس کی بیوی بھی حلال نہیں ہے جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، اور اگر عورت نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو اس پر بھی لازم ہے کہ طوافِ زیارت کرے، اور وہ بھی اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی، اور اگر میاں بیوی دونوں کے ذمہ طوافِ زیارت ہے تو جماع کرنے کی وجہ سے دونوں گناہ گار ہوں گے، اور دونوں پر استغفار و توبہ لازم ہے اور دم بھی۔

فائدہ: اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت کرنے سے پہلے متعدد بار اپنی بیوی سے جماع کیا، تو اس پر ہر جماع کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا بشرطے کہ مجالسِ جماع مختلف ہوں، اگر کوئی اس میں ایک زمانہ تک مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ بہت زیادہ دم لازم ہوجائیں گے، تو ایسی صورت میں اپنے اس مسئلے کو علمائے کرام کے سامنے پیش کرے، تاکہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل بتائیں۔ (وفيه تخفيف عند الصاحبين رحمهما الله حيث يجب عندهما دم واحد؛ لاتحاد الجناية، ولكن إذا جامعها وذبح شاة ثم جامعها وجب عليه دم آخر).[۳]

---

[۱] مناسك ملا علي قاري: ص ٢٣٣ [۲] زبدة [۳] غنية: ص ٢٦٩-٢٧٠

سوال: جو شخص طوافِ زیارت کیے بغیر اپنے گھر واپس ہوگیا اور وہ آفاقی ہے یعنی مواقیت (جمع ''میقات'') سے باہر رہتا ہے جیسے کہ اہلِ مدینہ، اہلِ طائف وغیرہ تو اب طوافِ زیارت کرنے کے لیے آئے تو کیا اس پر لازم ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر آئے؟

جواب: وہ من کل وجہ حلال نہیں ہوا ہے، کیوں کہ اس کا احرام فی حق النساء باقی ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا، اس لیے وہ بلا احرامِ جدید واپس آئے اور طوافِ زیارت ادا کرے۔ اگر عمرہ کا احرام باندھ کر آیا تو احرام علی الاحرام لازم آئے گا جس کی وجہ سے ایک دم دینا واجب ہوگا۔[1]

سوال: اگر حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کرنے کے بعد آفاق میں چلے گئے اور اب اعادۂ طواف کے لیے مکّہ مکرمہ آنے چاہتے ہیں تو اس صورت میں نئے احرام (یعنی احرامِ عمرہ) سے آنا ہوگا یا بلا احرامِ جدید آئیں؟

جواب: مذکورہ بالا صورت میں اگر میقات سے باہر جاچکے ہیں تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں گے، پہلے عمرہ ادا کریں گے، پھر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ہوگا، کما في ''البدائع'' ص۳۱٦: قال القاري: وعليه أكثر العلماء كما في ''مناسك'' لـ''ملا علي القاري''. اور طوافِ زیارت کے اعادہ کرنے سے بدنہ کی قربانی ساقط ہوجائے گی، اور اگر میقات سے باہر نکلنے سے پہلے اعادہ کے لیے آرہے ہیں تو بالاتفاق بغیر احرام باندھے آکر طوافِ زیارت کریں۔[2]

سوال: حالتِ حیض یا نفاس یا حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کرلیا تو سالم اونٹ یا سالم گائے ذبح کرانے سے پہلے میاں بیوی کے تعلّقات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں میاں بیوی کے تعلّقات تو جائز ہوجائیں گے بشرطے کہ بالوں کا قصر کرالیا ہو، لیکن استغفار وتوبہ اور بدنہ حدودِ حرم میں ذبح کرانا لازم ہے، ''مناسک ملا علی قاری'' صفحہ ۳۴۴ میں ہے: ولو طاف للزيارة جنبًا أو حائضًا أو نفساء كله أو أكثره أو أربعة أشواط فعليه بدنة، ويقع معتدا به في حق التحلل إن

[1] غنیۃ الناسک [2] مناسک ملا علی قاری

وقع بعد الحلق.

سوال: اگر کسی نے طوافِ زیارت کے اکثر چکر کر لیے (یعنی چار یا اس سے زائد) اور باقی چکروں کو چھوڑ دیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اس پر طوافِ زیارت کی تکمیل کرنا لازم ہے، اور اگر نہ کی تو دم لازم ہوگا۔

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین یا اس سے کم چکر حیض، نفاس یا جنابت کی حالت میں کر لیے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں دم لازم ہے، اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔

سوال: اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک طوافِ زیارت نہ کر سکی، پھر بعد میں پاک ہونے کے بعد کیا، تو اس پر کوئی دم لازم ہے؟

جواب: اگر حیض پہلے سے جاری تھا اور بارہ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے رک گیا، لیکن اب اتنا وقت نہیں کہ چار چکر (پھیرے) کر سکے، یا ایامِ نحر سے پہلے ہی حیض شروع ہو گیا اور وہ پورے ایامِ نحر میں باقی رہا تو اس پر کوئی دم لازم نہیں، اور اگر اس کو معلوم تھا کہ مجھے حیض آنے والا ہے اور وہ حیض آنے سے پہلے پہلے اکثر طواف کر سکتی تھی تو تاخیر کا دم دینا ہوگا۔[1]

سوال: اگر کسی نے طوافِ زیارت کے اکثر چکر کر لیے اور باقی چکروں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف واپس ہو گیا تو کیا اس کی بیوی اس کے لیے حلال ہوگی؟

جواب: بیوی تو حلال ہو جائے گی، لیکن باقی چکر چھوڑنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔

سوال: بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ خواتین ایامِ حیض میں ہونے کی وجہ سے طوافِ زیارت کرنے سے معذور ہوتی ہیں اور حج کے فوری بعد ان کی سیٹ بک ہوتی ہے، اس

[1] غنیۃ الناسک: ص ۲۷۴

حالت میں کیا کیا جائے؟

جواب: اس حالت میں ٹھہرنا لازم ہے، طوافِ زیارت چھوڑ کر جانا جائز نہیں، اس کے محرم کو چاہیے کہ اس کے ساتھ ٹھہرے اور سیٹ کو مؤخر کروائے۔

سوال: اگر عورت کا محرم ٹھہرنے کو تیار نہیں اور وہ اکیلی ٹھہر نہیں سکتی تو کیا کرے؟

جواب: اگر ایسی مجبوری ہے تو طوافِ زیارت چھوڑ کر جانے سے یہ اھون ہے کہ مضبوطی سے پیمپر باندھ کر طواف کرلے، اور ایک سالم اونٹ یا ایک سالم گائے حدودِ حرم میں ذبح کرے اور استغفار و توبہ بھی کرے۔

سوال: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے کی فوری استطاعت نہیں تو کیا کرے؟

جواب: اگر باآسانی اُدھار مل جائے اور اس کی ادائیگی کی مستقبل میں صورت بھی نظر آرہی ہو تو اُدھار لے کر ذبح کردے، اور اگر اُدھار نہ مل سکے تو جب استطاعت ہو تو مکہ مکرمہ رقم بھجوادے اور کسی کو وکیل بنادے جو اس کی طرف سے ذبح کردے۔

سوال: اگر کسی نے بلا وضو پورا یا اکثر طوافِ زیارت کرلیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر واجب ہے کہ طواف کا اعادہ کرے، اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو توبہ و استغفار بھی کرے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ایک دم دینا لازم ہے۔

سوال: ایک شخص نے باوضو طوافِ زیارت شروع کیا، تین چکر کرنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اس نے چار چکر بلا وضو کر کے طواف پورا کرلیا تو اب اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو وضو کر کے چار چکروں کا اعادہ کرنا چاہیے، استغفار و توبہ بھی کرنی چاہیے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو دم دینا لازم ہے، اور اعادہ کرنے سے دم ساقط ہوجائے گا۔[1]

سوال: اگر اس نے طواف کے بقیہ چکروں کا اعادہ بارہ ذی الحجہ کے بعد کیا ہے تو کیا دمِ تاخیر دینا ہوگا؟

جواب: اس صورت میں دمِ تاخیر دینا لازم نہیں۔[2]

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین چکر بلا وضو کیے ہوں اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟

---

[1] غنیۃ: ص۲۷۲ [2] مناسک ملا علی القاری: ص۳۴۶

جواب: اس کو طوافِ زیارت کے ان تین چکروں کا باوضو اعادہ کرنا چاہیے، اعادہ کرنے سے جزا ساقط ہو جائے گی، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ہر چکر کے بدلے صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہوگا، اور استغفار وتوبہ بھی۔

مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ یعنی ایک اونٹ سالم یا ایک گائے سالم واجب ہوگی، اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی، اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔[1]

سوال: کسی نے طوافِ زیارت باوضو شروع کیا، اور درمیانِ طواف میں وضو ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر واجب ہے کہ جا کر وضو کر کے آئے اور پھر باقی طواف پورا کرے، اور از سرِ نو پورا طواف کرنا افضل ہے، اور اگر باقی چکر بھی پورے کر لے تو بھی جائز ہے، اور زیادہ چکر باقی رہ جانے کی صورت میں از سرِ نو پورا طواف کرنا زیادہ اولویت رکھتا ہے۔

سوال: اگر از سرِ نو پورا طواف کرنے میں بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں کرنا چاہیے؟

جواب: اگر یہ خطرہ ہو کہ بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہو جائے گا تو اس صورت میں باقی چکر پورے کر لے، تاکہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے طواف مکمّل ہو جائے۔

سوال: اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت نہ کیا اور پھر عمر بھر ادا نہ کر سکا تو یہ شخص کیا کرے؟

جواب: اس پر مرض الموت میں ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے حرم میں ذبح کرانے کی وصیّت کرنا واجب ہے۔[2]

مسائلِ طوافِ وداع:

سوال: طوافِ وداع کن حضرات پر واجب ہے؟

---

[1] غنیۃ: ص ۲۷۴-۲۷۶ [2] احسن الفتاوی: ۵۳۹/۴

جواب: طوافِ وداع کے بارے میں اقسامِ طواف میں کچھ بیان ہو چکا، اب یہاں آپ کو تفصیل سے بتاتے ہیں۔ طوافِ وداع آفاقی یعنی میقات سے باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے، خواہ حجِ افراد کیا ہو یا قران یا تمتّع، بشرطے کہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔ اہلِ حرم، اہلِ حل، اہلِ میقات اور حائضہ، نفسا مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں، اور فائت الحج یعنی جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو یا محصر یعنی جو حج سے روک دیا گیا ہو اس پر بھی واجب نہیں۔[1]

سوال: کیا عمرہ کرنے والے پر طواف واجب ہے؟

جواب: عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔[2]

فائدہ: طوافِ وداع حج میں مکّی اور جو مکّی کے حکم میں ہیں جیسے حلی اور میقاتی کے لیے مستحب ہے۔[3]

سوال: میقاتی کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جو عینِ میقات پر رہنے والے ہیں، اور جو میقات سے باہر رہنے والے ہیں وہ آفاقی ہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص مکّہ مکرمہ کو مستقل وطن بنالے تو اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص مکّہ مکرمہ یا حوالیِ مکّہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے، بشرطے کہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے، اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی ہے تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔[4]

سوال: اگر نیتِ اقامت کے بعد مکّہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہوگا، جیسے مکّہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔[5]

---

[1] غنیۃ الناسک: ص ۱۹۰ [2] غنیۃ [3] غنیۃ، و معلّم الحجاج

[4] مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۳، و غنیۃ: ص ۱۹۰ [5] مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۳

سوال: اگر کسی آفاقی نے مکّہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی، لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو اس پر طوافِ وداع واجب رہے گا یا ساقط ہو جائے گا؟

جواب: اس صورت میں طوافِ وداع ساقط نہیں ہوگا اگرچہ سالہا سال مکّہ مکرمہ میں رہتا رہے۔[۱]

سوال: طوافِ وداع کا اوّل وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: اوّل وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد ہے اگر مکّہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے اور آخر اس کا متعیّن نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکّہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد بھی کرے تب بھی ادا ہوگا قضا نہ ہوگا۔[۲]

سوال: اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لیے طوافِ وداع کرلیا اور اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا یا نہیں؟

جواب: ادا ہو گیا عند الحنفیہ اعادہ واجب نہیں، لیکن چلتے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔[۳]

سوال: طوافِ وداع کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: مستحب وقت یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہوکر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کر دے۔[۴]

سوال: حائضہ عورت مکّہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوگئی، اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: حائضہ عورت اگر مکّہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہو تو واجب نہیں، لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہو جائے گا۔[۵]

---

[۱]، [۲] مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۳ [۳] مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۳، وغنیۃ: ص ۱۹۰

[۴]، [۵] مناسک ملا علی قاری: ص ۲۵۳

سوال: ایک شخص طوافِ وداع کیے بغیر اپنے وطن واپسی کے لیے مکّہ مکرمہ سے نکل پڑا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے، تفصیل سے بتائیے؟

جواب: جو شخص بلا طوافِ وداع کے مکّہ مکرمہ سے چل دیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکّہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں۔ اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے، اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے، اور چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اوّل عمرہ کرے اس کے بعد طوافِ وداع کرے پھر چلا جائے، اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی صدقہ واجب نہیں، لیکن بلا وجہ ایسا کرنا برا ہے۔ میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لیے مکّہ مکرمہ واپس آنے کے لیے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، بلا احرام آنا منع ہے۔[1]

سوال: زید میقات سے آیا ہے، حج سے فارغ ہونے کے بعد مکّہ مکرمہ میں کچھ قیام ہے، اس دوران تنعیم وغیرہ سے احرام باندھ کر کچھ عمرے کرنا چاہتا ہے اور ابھی طوافِ وداع بھی نہیں کیا ہے تو کیا تنعیم میں جانے سے پہلے اس پر طوافِ وداع کرنا واجب ہے؟

جواب: تنعیم وغیرہ جانے کے لیے طوافِ وداع کرنا واجب نہیں، یعنی جب واپسی کا وقت آئے گا اس وقت طوافِ وداع کر کے چلا جائے۔[2]

ایامِ نحر میں طوافِ وداع:

سوال: اکثر مقیمین جدہ سے معلّم کا انتظام کرتے ہیں جو جدہ سے سیدھے منٰی وغیرہ اور ۱۲ تاریخ کو زوال کے بعد منٰی سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طوافِ وداع کرنا مشکل ہو جاتا ہے، کیا ان حالات میں طوافِ وداع طوافِ زیارت کے بعد ایک اور طواف کر لینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

جواب: اہلِ جدہ پر طوافِ وداع واجب نہیں، آفاقی پر واجب ہے، اور طوافِ زیارت کے بعد ایامِ نحر میں بھی جائز ہے، اگرچہ رمی باقی ہو، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔[3]

---

[1] مناسک ملا علی قاری: ص۲۵۳، وغنیۃ: ص۱۹۰ [2] معلّم الحجاج: ص۱۹۲ مع اضافہ [3] احسن الفتاوی: ۴/۵۳۹

طوافِ قدوم کے مسائل: طوافِ قدوم کے ترک پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

سوال: ایک دوست نے اپنی والدہ کو حج کرایا ہے، اس میں مندرجہ ذیل غلطیاں کی ہیں، مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں:

ہندہ نے ایامِ حج میں عمرہ کیا تھا، پھر اس نے حجِ قران کیا، حجِ قران میں انھوں نے پہلے عمرہ کرتے وقت طواف کیا، پھر سعی کی پھر وہ منٰی چلی گئی، وقوفِ عرفات کے بعد کنکریاں پہلے دو دن ماریں، طوافِ زیارت ۱۲ تاریخ کو مغرب سے پہلے کیا تھا، اس کے بعد سعی بھی نہیں کی، پھر واپس آتے ہوئے طوافِ وداع بھی نہیں کیا، کیوں کہ اس دن ان کو سخت بخار تھا، یہ بھی واضح ہو کہ سائل کی والدہ پاکستان سے حج کرنے کے لیے آئی تھیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر طوافِ قدوم علیحدہ ضروری ہے تو بھی نہیں کیا، کیوں کہ آتے ہی انھوں نے عمرہ کیا اور سعی کی، آیا ان کا حج ہوگیا یا کہ نہیں؟

جواب: طوافِ قدوم سنت ہے، اس کے ترک کرنے سے کسی چیز کا وجوب نہیں۔ ترکِ سعی کی وجہ سے دم واجب ہے: **ومن ترك السعي بين الصفا والمروة فعليه دم وحجه تام.**[1]

گیارہ تاریخ کو جمرات کی رمی نہ کرنے کی وجہ سے بھی دم واجب ہے۔ ''درِمختار'' میں ہے: **أو الرمي كله أو في يوم واحد... إلخ.**[2] طوافِ وداع بھی واجب ہے، اس کے ترک سے بھی دم واجب ہوگا۔

''درِمختار'' میں ہے: **أو ترك طواف الصدر.**[3] الحاصل صورتِ مسئولہ میں ہندہ کا حج تو ہوگیا، لیکن طوافِ وداع، سعی اور رمی نہ کرنے کی وجہ سے تین عدد بکریوں کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔[4]

طواف کے بعض متفرق مسائل:

سوال: دورانِ طواف اگر چھینک آجائے تو **الحمد لله** کہنے کا کیا حکم ہے؟

[1] هندية: ۱۲۵/۱ [2] شامي: ۲۲۵/۲ [3] الدر المختار: ۲۲٤/۲ [4] خير الفتاوى: ص۲۱٦

جواب: چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا چاہیے، کیوں کہ یہ مستقل سنت ہے، اس کا حکم دورانِ طواف بھی باقی رہے گا۔

سوال: دورانِ طواف اگر کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو اس کو دعا میں یرحمك اللہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! کہنا چاہیے کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص پیشاب وغیرہ کا تقاضا دباتے ہوئے طواف کرلے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ ایسی حالت میں خشوع وخضوع حاصل نہیں ہوسکتا۔

سوال: حجرِ اسود کے علاوہ کعبہ شریف کے کسی اور حصّہ کا بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حجرِ اسود کے علاوہ کعبہ شریف کی چوکھٹ کا بھی بوسہ لے سکتے ہیں، باقی کعبہ شریف کی دیواروں اور گوشوں کا بوسہ لینا منع ہے، رکنِ یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے، وهذا عند الحنفية، وأما عند الشافعية فيستحب تقبيل الركن اليماني.

احرام اور نابالغ بچہ کا مسئلہ:

سوال: اگر ناسمجھ بچہ کی طرف سے بھی احرام باندھا ہے تو طواف میں اس کی نیت اپنے طواف کے ساتھ کرسکتا ہے یا اس کی طرف سے الگ طواف کرنا ہوگا؟

جواب: اپنے طواف کے ساتھ اس کی نیت بھی کرسکتا ہے، اس طرح سے دونوں کا طواف ادا ہوجائے گا، اور اسی طرح صفا مروہ کے درمیان سعی کرلی تو دونوں کی سعی ادا ہوجائے گی۔

سوال: جو بچہ سمجھ دار ہے، اس کی نیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اپنی نیت خود کرے، اس کو سمجھا دیا جائے اور الفاظ بتادیے جائیں۔

عمرہ کی کثرت سے کثرتِ طواف افضل ہے:

سوال: حج وعمرہ سے فارغ ہونے کے بعد لوگ بکثرت عمرے کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا فرمان ہے؟

جواب: کثرت سے عمرے کرنا بھی اگرچہ ثواب کا کام ہے، لیکن زیادہ عمرے کرنے کی بہ نسبت زیادہ طواف کرنا افضل ہے، (کوئی شخص تنعیم جائے اور وہاں عمرہ کا احرام باندھے، پھر وہاں سے واپس آئے اور طواف وسعی کرے اور حلق یا قصر کرے تو اتنے وقت میں وہ ایک ہی طواف کر سکے گا یعنی عمرہ کا طواف، لیکن اگر عمرہ نہ کرتا تو اتنے وقت میں دس بیس طواف کر لیتا، لہٰذا طواف کے زیادہ کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے)۔[1]

[1] غنیۃ الناسک: ص ۲۰۰

آبِ زم زم کے فضائل ومسائل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام علىٰ سيد الأنبياء والمرسلين سيدنا ونبينا محمد وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين.

أما بعد:

رسالۂ ہٰذا میں بندہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آبِ زم زم جیسے مبارک پانی کے فضائل وآداب ومسائل جمع کیے ہیں، اور ساتھ ساتھ ان حضرات کے واقعات بھی لکھ دیے ہیں جو اس مبارک پانی کو پی کر بفضل اللہ تعالیٰ شفایاب ہوئے، اور اہل اللہ کی اس پانی کو پیتے وقت کیا کیا نیتیں تھیں؟ اور اس دور کے بھی چند واقعات لکھ دیے ہیں، اور بندہ نے اس کتاب کے لکھنے میں شیخ سائد بکداش کی کتاب ''فضل ماء زم زم'' سے بھی استفادہ کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ بندہ کے اس رسالہ کو اور دیگر تمام تالیفات کو قبول فرمالیں اور ان کا نفع ہر عام وخاص کو پہنچادیں۔

وصلّى اللّٰه وسلم وبارك وأنعم علىٰ إمام الأنبياء والمرسلين وعلىٰ آله الطيبين الطاهرين وعلىٰ صحابته أجمعين ومن تبعهم بإحسانٍ إلىٰ يوم الدين. العبد الفقير إلى اللّٰه تعالىٰ عبد الرحمن الكوثر –عفا اللّٰه عنه وعافاه، وجعل آخرته خيرًا من أولاه– ابن حضرت مولانا المفتي محمد عاشق إلٰهي بلند شهري مهاجر مدني.

آبِ زم زم کے مبارک نام

زم زم: اس مبارک پانی کا سب سے مشہور نام زم زم ہے، زم زم کے معنی ''بہت زیادہ پانی'' کے ہیں۔ جب زم زم کا پانی ظاہر ہوا تو بہت تیزی سے ظاہر ہوا، جب ظاہر ہوا تو اس میں ایک آواز بھی تھی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

برکة: یعنی نہایت برکت والا پانی، اس کو پینے سے کیوں کہ بہت برکتیں حاصل ہوتی ہیں اس لیے اس کا نام ''برکت'' بھی رکھا گیا ہے۔

سیدة: یعنی تمام پانیوں کا سردار، روئے زمین پر اس سے افضل پانی نہیں، اس لیے اس کا نام ''سیدہ'' بھی رکھا گیا ہے۔

نافعة: یعنی نفع مند، اس کے پینے سے بہت سے منافع ہوتے ہیں، اس لیے اس کا نام ''نافعہ'' بھی رکھا گیا ہے۔

طاھرة: یعنی پاک وصاف، یہ پاک وصاف پانی ہے، اس کو بارہا ٹیسٹ کیا گیا ہے، یہ تمام جراثیم سے پاک نکلا، اس میں کسی بھی قسم کے جراثیم نہیں پائے جاتے، اس کا پانی باعثِ صحت وعافیت ہے۔

ظاھرة: یعنی ظاہر ہونے والا، کیوں کہ یہ مبارک پانی ظاہر رہتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل ہونا بھی ظاہر ہے، اس لیے اس کا نام ''ظاہرہ'' بھی ہے۔

طیبة: پاکیزہ، یہ پانی کیوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے صاحب زادہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے لیے من جانب اللہ جاری کیا گیا تھا، اس لیے یہ ''طیّبہ'' کے نام سے بھی موسوم ہے۔

شفاء: اس کو پینے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہوجاتی ہے، اس لیے یہ شفا کے نام سے

بھی موسوم ہے۔

حرمیۃ: یعنی حرم والا، کیوں کہ اس کا منبع حرمِ مکّہ میں ہے، اس لیے اس کا نام ''حرمیہ'' بھی رکھا گیا ہے۔

مرویۃ: یعنی رگوں میں سرایت کرنے والا، کیوں کہ یہ رگوں میں سرایت کرتا ہے اور تمام انسانی اعضا کو اس کے پینے سے غذا حاصل ہوتی ہے، اس لیے اس کا نام ''مرویہ'' بھی ہے۔

رواء: یعنی خوب زیادہ سیراب کرنے والا، اس مبارک پانی سے لاکھوں آدمی خوب سیراب ہورہے ہیں، اس لیے اس کو ''روا'' بھی کہا جاتا ہے۔

مضنونۃ: یعنی قابلِ بخل، کیوں کہ مؤمن اس مبارک پانی کو منافق و کافر کو دینے میں بخل کرتا ہے، یعنی مؤمن کا جی نہیں چاہتا کہ اس مبارک پانی کو کسی منافق یا کافر کو پلائے، اس لیے اس کو ''مضمونہ'' بھی کہتے ہیں، اور اس مبارک پانی کو غیر مؤمن سیر ہوکر نہیں پی سکتا صرف مؤمن ہی اس کو سیر ہوکر پیتا ہے۔

عونۃ: یعنی مدد، کیوں کہ یہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص مدد کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے، اس لیے اس کو ''عونہ'' بھی کہتے ہیں۔

معذبۃ: یعنی میٹھا، اس پانی کو جب مؤمن بندہ پیتا ہے تو اسے نہایت میٹھا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے، اس لیے اس کو ''معذبہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

سالمۃ: یعنی سلامتی والا، یہ پانی کیوں کہ جراثیم وغیرہ سے بالکل سالم ہے، اس لیے اس کو ''سالمہ'' سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

شبعۃ: سیر کرنے والا، کیوں کہ اس پانی سے بھوک بھی دور ہوجاتی ہے اور پیٹ بھر جاتا ہے، اس لیے اس کا نام ''شبعہ'' بھی ہے۔

کافیۃ: یعنی کفایت کرنے والا، کیوں کہ اس کو کھانے کی نیت سے پیا جائے تو اللہ کے حکم سے پیٹ بھر جاتا ہے، اور پیاس دور کرنے کی نیت سے پیا جائے تو پیاس ختم ہوجاتی ہے،

بلکہ جس نیت سے بھی پیا جائے وہ باذن اللہ پورا ہوجاتا ہے، اس لیے اس کے ناموں میں ''کافیہ'' بھی ہے۔

عافية: یعنی عافیت والا، کیوں کہ اسے پینے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے عافیت حاصل ہوتی ہے، اور اس کو مستقل پینے والا کمزوری سے محفوظ رہتا ہے، اس لیے اس کو ''عافیت'' بھی کہا جاتا ہے۔

مونسة: یعنی اُنس والا، کیوں کہ یہ اہلِ حرم کے لیے باعثِ اُنس ہے، اس لیے اس کو ''مونسہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

طعام الأبرار: یعنی نیک لوگوں کا کھانا، کیوں کہ نیک لوگ اس کو خاص نیت سے پیتے ہیں، اس لیے اس کو ''طعام الابرار'' بھی کہتے ہیں۔

مغذية: یعنی غذائیت پہنچانے والا، آبِ زم زم پی کر غذائیت حاصل ہوتی ہے، اس لیے اس کا نام ''مغذیہ'' بھی ہے۔

شراب الأبرار: یعنی نیک لوگوں کا شربت، کیوں کہ نیک لوگ اس کو پی کر خاص کیف حاصل کرتے ہیں، اس لیے اس کو ''شراب الابرار'' سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مجلية البصر: یعنی بینائی کو تیز کرنے والا، جس کی آنکھ میں تکلیف ہو یا نظر کمزور ہو تو وہ اس کو بینائی تیز ہونے کی نیت سے پیے تو بفضل اللہ تعالیٰ اس کی بینائی صحیح ہوجائے اس لیے اس کا نام ''مجلیۃ البصر'' بھی ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آبِ زم زم کو دیکھنے سے بینائی بڑھتی ہے۔

صافية: یعنی صاف ستھرا، کیوں کہ یہ پانی صاف ستھرا ہے، اس میں کسی قسم کے جراثیم کی آمیزش نہیں، اس لیے اس کو ''صافیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

همزة جبريل: کیوں کہ یہ پانی حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمین پر پَر مارنے سے جاری ہوا، اس لیے اس کا نام ''ہمزۃ جبریل'' بھی ہے۔

وطأة جبريل: وطأہ کے معنیٰ ''روندنے'' کے آتے ہیں، کیوں کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہاں تشریف لائے اور اس جگہ پر ان کے پاؤں پڑے، اس لیے اس کو ''وطأۃ جبریل'' بھی کہا جاتا ہے۔

سقایۃ الحجاج: یعنی حاجیوں کو سیراب کرنے والا، کیوں کہ اس مبارک پانی سے حجاج کرام کی خوب سیرابی ہوتی ہے، اس لیے اس کو ''سقایۃ الحجاج'' سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

بشریٰ: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا جب پانی ڈھونڈ رہی تھیں اور اپنے بچے کی پیاس سے سخت پریشان تھیں اور ظاہری حالت سے مایوس ہو چکی تھیں تو یہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا تو ان کے لیے ان کے بیٹے حضرت اسماعیل (علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی زندگی کے لیے بشارت بن کر نمودار ہوا، اس لیے اس کو ''بشریٰ'' بھی کہا جاتا ہے۔

عاصمۃ: یعنی اس کو سیر ہو کر پینے والا نفاق سے محفوظ ہے، اس لیے اس کو ''عاصمہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

غیاث: یعنی مدد، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کی آبِ زم زم کے ذریعہ مدد فرمائی، اس لیے اس کو ''غیاث'' سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مأثرۃ العباس: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آبِ زم زم پلانے کے لیے خاص فرمایا تھا اور ان کو دوسروں پر ترجیح دی تھی، اس لیے اس کو ''مأثرۃ العباس'' سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مفداۃ: یہ فدا ہونے سے ہے، فدا کے معنی تعظیم اور بڑائی کے ہیں، قابلِ عظمت پانی۔

نقرۃ الغراب الأعصم: غراب اعصم کا معنی ہے: سفید پیٹ والا کوّا، یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ عبد المطلب کو خواب میں کنواں کھودنے کا حکم ملا تو آپ نے پوچھا: یہ کنواں کس جگہ ہے؟ تو بتایا گیا کہ **عند قریۃ النمل عند نقرۃ الغراب الأعصم** کہ قریۂ نمل کے

پاس جہاں ایک سفید پیٹ والا کوا ٹھونگیں مار رہا ہوگا، نقرۃ کے معنی ہیں: پرندے کے انڈے رکھنے کی جگہ، یہاں سفید پیٹ والے کوے کے لیے ''غراب اعصم'' لفظ استعمال کیا گیا۔

اعصم کے ایک معنی سرخ چونچ اور سرخ پیروں والے کے ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غراب اعصم کے معنی صرف سفید پیٹ والے کوے کے کیے ہیں، امام غزالی نے اس حدیث کے سلسلہ میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں شریف عورت کی مثال ایسی ہے جیسے سینکڑوں کوّوں میں غراب اعصم، یعنی سفید پیٹ والا کوّا۔

غراب اعصم کے ایک معنی سفید پروں والے اور ایک معنی وہ کوا جس کا ایک پنجہ سفید ہو سے بھی کیا گیا ہے۔[1]

[1] سیرت حلبیہ: ۱/ ۷ قسط ۲

فضائلِ آبِ زم زم

بیرِ زم زم میں آں حضرت ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت موجود ہونے کا بیان:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى زَمْ زَمَ فَنَزَعْنَا لَهُ دَلْوًا، فَشَرِبَ ثُمَّ مَجَّ فِيهَا، ثُمَّ أَفْرَغْنَاهَا فِي زَمْ زَمَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ لَا أَنْ تُغْلَبُوْا عَلَيْهَا لَنَزَعْتُ بِيَدِي.[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ زم زم کی طرف تشریف لائے، سوہم نے آں حضرت ﷺ کے لیے بیرِ زم زم میں ڈول ڈال کر آبِ زم زم پیش کیا، سوآں حضرت ﷺ نے نوش فرمایا، پھراس ڈول میں کلی فرمادی، پھرہم نے اس ڈول کا پانی (جس میں آں حضرت ﷺ نے کلی فرمائی تھی) زم زم کے کنویں میں ڈال دیا، اس کے بعد آں حضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم آبِ زم زم کے کنویں سے ازخود پانی نکالنے کے لیے غلبہ کروگے تو میں اپنے ہاتھ سے پانی نکالتا۔ (مسندِ احمد)

آں حضرت ﷺ کا دل مبارک آبِ زم زم سے دھونے کا بیان:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فُرِّجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَّجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْ زَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعُرِجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: اِفْتَحْ. قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. الحديث.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میں مکّہ میں تھا کہ میرے (گھر کی) چھت شق کی گئی، سو جبریل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ کھولا، پھراس کو آبِ

[1] رواه أحمد، وهو حديث صحيح [2] رواه البخاري، كتاب الحج، باب ما جاء في زم زم.

زم زم سے دھویا، پھر طست لے کر آئے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، سو اس کو (یعنی ایمان وحکمت کو) میرے سینہ میں بھر دیا، پھر میرا سینہ جوڑ دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، جبریل نے آسمان کے خازن سے فرمایا کہ کھول! اس نے کہا: تم کون ہو؟ جبریل نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔ (بخاری)

اس کے علاوہ اور بھی بعض حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قلب مبارک کئی مرتبہ آبِ زم زم سے دھویا گیا، واللہ اعلم۔

آبِ زم زم روئے زمین پر سب سے افضل پانی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْ زَمَ، فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَ شِفَاءُ السُّقْمِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آبِ زم زم ہے۔ اس میں کھانے والے کے لیے کھانا ہے، اور بیمار کے لیے شفا ہے۔

تشریح: آبِ زم زم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل واشرف ہے۔ علمائے کرام کا اجماع ہے کہ ماء زم زم دیگر تمام پانیوں سے افضل واشرف ہے، سوائے اس پانی کے جو حضرت نبی کریم ﷺ کی انگلی مبارک سے جاری ہوا۔

آبِ زم زم گھر والوں کے لیے بہترین مدد ہے:

وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: كُنَّا نُسَمِّيْهَا شَبَاعَةً يَعْنِي زَمْ زَمَ، وَكُنَّا نَجِدُهَا نِعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعِيَالِ.[2]

ترجمہ: ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہوئے سنا کہ ہم زم زم کو سیر کرنے والا (کھانا) کہتے تھے، اور اسے اپنے گھر والوں کے لیے بہترین مدد پاتے تھے۔ (طبرانی)

[1] رواه الطبراني في "المعجم الكبير". [2] رواه الطبراني في "الكبير" ورجاله ثقات.

آبِ زم زم کھانا ہے اور شفا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: زَمْ زَمُ طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ السُّقْمِ.[1] وفي "الصغير" عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آبِ زم زم میں کھانے والے کے لیے کھانا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے۔

زم زم کو سیر ہو کر نہ پینا منافقین کی علامت ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْ زَمَ.[2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد گرامی فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان (فرق کرنے والی) یہ نشانی ہے کہ یہ (منافقین) زم زم کو سیر ہو کر نہیں پیتے ہیں۔

تشریح: حدیثِ بالا سے یہ سبق مل رہا ہے کہ مؤمن کو آبِ زم زم خوب سیر ہو کر پینا چاہیے، پس جو زم زم خوب سیر ہو کر پیے گا اس کو نفاق سے براءت حاصل ہوگی، اور اہلِ ایمان میں سے ہونے کی اس کے لیے بشارت ہوگی۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بے انتہا خوشی: ابنِ سعد نے "طبقات کبریٰ" جلد ۴ صفحہ ۱۵ میں روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو زم زم پلانے کی خدمت سپرد فرمائی تو ان کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی، اس شرف اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اور مجھے زم زم عطا فرمایا اور اگر مجھے مکّہ کے سارے مال بھی عنایت فرما دیتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی مجھے زم زم کے عنایت فرمانے سے ہوئی ہے۔

---

[1] رواه الطبراني في "الكبير" و"الصغير" ورجاله ثقات، والبزار

[2] رواه ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الشرب من ماء زم زم، وسنن الدار قطني.

[3] ابن ماجه

طواف کے بعد زم زم پینا اور سر پر ڈالنا:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَلَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى زَمْ زَمَ فَشَرِبَ مِنْهَا، وَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الصَّفَا فَقَالَ: اِبْدَؤُوْا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ عزوجل بِهِ.[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (طواف کے) تین چکروں میں حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک رمل کیا، اور (پھر) دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر حجرِ اسود کی طرف تشریف لے گئے، پھر زم زم کی طرف تشریف لے گئے، سو اس میں سے نوش فرمایا اور اپنے سر پر ڈالا، پھر واپس تشریف لائے اور حجرِ اسود کا استلام فرمایا، پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ابتدا کرو اس سے جس سے اللہ عزوجل نے ابتدا فرمائی۔

آبِ زم زم سے بچہ کی تحنیک کرنے کا بیان: فاکہی نے ''اخبارِ مکّہ'' میں روایت کیا ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں: میں نے عطا سے پوچھا کہ میں زم زم کے پانی کو مکّہ سے کہیں اور لے جاسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بوتلوں میں بھر کر لے جایا کرتے تھے۔ اور اس کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجوہ کھجور سے (ملاکر) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرمائی۔[2]

تمام پانیوں کے سردار آبِ زم زم کا ظہور فرشتوں کے سردار کے ذریعہ ہوا: آبِ زم زم کا ظہور سید الملائکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ کیا گیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو پانی خود ہی نکل آتا، لیکن اللہ نے چاہا کہ اس پانی کی فضیلت کو ظاہر کیا جائے اور جس کے لیے یہ پانی نکالا گیا ہے اس کے مرتبہ کی عظمت کا اظہار کیا جائے۔ لہٰذا فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا، انھوں نے اپنے پر کو زمین پر مارا تو یہ مبارک پانی، مبارک جگہ پر، مبارک ذات کے لیے اور مبارک فرشتے کے واسطے سے نکلا،

[1] رواه أحمد بإسناد جيد. [2] أخبار مكة للفاكهي: ٢/٥١

اس وجہ سے اس کی فضیلت اور عظمت وبرکت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ہیں یہ فضیلت عطا فرماتے ہیں۔[۱]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قصّہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے قصّہ کی طویل حدیث میں ہے کہ اے میرے بھتیجے! میں تیس دن تک اس حال میں رہا کہ دن اور رات میں میرے پاس کھانے کے لیے سوائے زم زم کے کچھ نہیں تھا، تو میں آبِ زم زم پی پی کر موٹا ہوگیا، یہاں تک کہ میرے پیٹ کی تمام سلوٹیں دور ہوگئیں اور میں نے اپنے اندر ذرا بھی بھوک محسوس نہیں کی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حجرِ اسود کو چوما اور بیت اللہ کا طواف کیا، انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: میں تیس دن سے یہاں ہوں۔ پوچھا: تمھیں کون کھانا کھلاتا تھا؟ میں نے عرض کیا: میرے پاس کھانے کے لیے سوائے زم زم کے کچھ نہ تھا، میں موٹا ہوگیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں دور ہوگئیں اور میں نے اپنے اندر ذرا بھوک محسوس نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مبارک پانی ہے، یہ بھوکے کا کھانا ہے۔[۲]

ماء زم زم جنّت سے جاری ہے: عبدہ بنتِ خالد بن معدان اپنے والد حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے: مَاءُ زَمْ زَمَ وَعَيْنُ سُلْوَانَ الَّتِي فِي الْبَيْتِ الْمَقْدِسِ مِنَ الْجَنَّةِ. یعنی آبِ زم زم اور عینِ سلوان جو بیت مقدس میں ہے دونوں جنّت سے (جاری) ہیں۔[۳]

آبِ زم زم سے بخار کو ٹھنڈا کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْ زَمَ.[۴]

---

[۱] بهجة النفوس لابن أبي جمرة: ۱۸۹/۳ [۲] رواه مسلم، كتاب فضائل الصحابة
[۳] أخبار مكه للفاكهي: جزء۳ [۴] رواه أحمد: ۲۹۱/۱

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بے شک بخار جہنم کی لپٹ میں سے ہے، سواس کوآبِ زم زم سے ٹھنڈا کرو۔

قربِ قیامت تک ماء زم زم کا بقا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے قریب تمام زمین سے میٹھا پانی خشک کردیں گے، مگر زم زم کا پانی اس وقت بھی باقی رہے گا۔[1]

آبِ زم زم کو دیکھنا بھی عبادت ہے: فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے مرسلا حدیث نقل کی ہے:

اَلنَّظَرُ فِي زَمْ زَمَ عِبَادَةٌ وَهِيَ تَحُطُّ الْخَطَايَا.[2]

ترجمہ: زم زم کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، اور وہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔

فائدہ: علما نے لکھا ہے کہ زم زم کو دیکھنا عبادت اس طرح ہے کہ جب کوئی آبِ زم زم کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں اس کو تدبر حاصل ہوتا ہے۔ اور زم زم کی عجیب وغریب فوائد کا استحضار ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے، لہٰذا زم زم کو دیکھنا عبادت ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آبِ زم زم پینے کے آداب: آبِ زم زم پینے کے متعدد آداب ہیں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ شروع میں بسم اللّٰہ پڑھنا۔
۲۔ تین سانسوں میں پینا۔
۳۔ سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے ہٹالینا۔
۴۔ قبلہ رخ ہونا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے طریقہ بیان فرمایا۔
۵۔ خوب سیر ہوکر پینا۔
۶۔ کوئی بھی دنیا وآخرت کی خوبی حاصل ہونے کی نیت کرکے پینا، کیوں کہ آبِ زم زم کے

---

[1] أخبار مكة للفاكهي [2] رواه الفاكهي في أخبار مكة مرسلًا.

بارے میں ارشادِ نبوی ہے:

مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.

ترجمہ: آبِ زم زم جس لیے پیا جائے وہ حاصل ہوجاتا ہے۔

۷۔ آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا، اور اگر ہر سانس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

۸۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ. ، یہ دعا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور بعض حضرات سے واغسل به قلبي واملأه حكمةً وإيمانًا بھی منقول ہے۔

۹۔ اگر پہلے سے کھڑا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پی لے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پینے کا تکلّف نہ کرے، کیوں کہ ایسا کرنا ثابت نہیں۔

بعض فقہی مسائل متعلّقہ آبِ زم زم

آبِ زم زم سے وضو کرنا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زم زم کا ڈول طلب فرمایا، پھر اس میں سے نوش فرمایا اور وضو فرمایا، الحدیث.[1]

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ آبِ زم زم سے وضو کرنا درست ہے، اور صرف اتنا ہی نہیں کہ جائز ہے، بلکہ تبرکاً کرنا بھی چاہیے، اس میں اتباعِ سنت بھی ہے اور آبِ زم زم کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔[2]

ماءِ زم زم سے ناپاکی دھونے کی ممانعت: ماءِ زم زم سے کوئی نجاست دھونا ناجائز ہے، ناپاک بدن یا ناپاک کپڑا دھونا یا ایسی جگہ دھونا جو نجس ہو سب حرام ہے اور اس سے استنجا کرنا

[1] رواه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۷٦/۱ بإسنادٍ صحيح.

[2] شامي: ۱۸۰/۱، ومناسك ملا علي القاري: ص ۳۳۰

بھی حرام ہے، کیوں کہ ایسا کرنا آبِ زم زم کی بے حرمتی ہے۔[۱]

اور ''شامی'' میں ہے:

ویکره الاستنجاء بماء زم زم، وكذا إزالة النجاسة الحقيقية من ثوبه أو بدنه حتى ذكر بعض العلماء تحريم ذلك.[۲]

آبِ زم زم سے غسل کرنا: آبِ زم زم سے غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

آبِ زم زم سے غسلِ جنابت نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ ملا علی قاری نے اپنے مناسک میں لکھا ہے: **يقول: لا ينبغي أن يغتسل به جنب.** اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس زم زم کے پانی کو میں غسل کرنے والے کے لیے جائز نہیں سمجھتا، ہاں! البتہ اگر کوئی حالتِ جنابت میں ہو اور زم زم کے علاوہ اور کوئی پانی موجود نہ ہو تو مجبوراً آبِ زم زم سے ہی غسل کرنا پڑے گا، زم زم کے موجود ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾[۳]

ترجمہ: سو اگر تم پانی نہ پاؤ تو قصد کرو پاک مٹی کا۔

اور زم زم بلاشبہ پانی ہے آبِ زم زم پر ''ماء'' کا پورا اطلاق ہوتا ہے۔

آبِ زم زم میں پانی ملانا: بہت سے حجاجِ کرام گھر واپس آنے کے بعد عزیزوں اور دوستوں اور خاندان کے لوگوں کو آبِ زم زم بطور تبرک پیش کرتے ہیں، آبِ زم زم میں پانی ملا کر پلاتے ہیں، ایسی صورت میں ان لوگوں پر یہ بات واضح کردی جائے کہ آبِ زم زم میں پانی ملایا گیا ہے اور آبِ زم زم کی برکت اس میں موجود ہے، لیکن اگر ان کو یہ بات بتائی نہ گئی اور آبِ زم زم کہہ کر پانی پلایا گیا تو اس میں ایک قسم کا جھوٹ ہے جو جائز نہیں۔

اور بعض علما کا فرمان ہے کہ اگر اس میں پانی کم ملایا ہے اور زم زم غالب ہے تو اس کو زم زم کہا جاسکتا ہے، لیکن پھر بھی بتا دینا چاہیے۔ اور سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ رشتہ داروں کو، دوستوں کو جب زم زم دے تو خالص دے، چاہے تین تین قطرے منہ میں ٹپکا دے۔

---

[۱] مناسك ملا علي القاري: ص ۳۳۰ [۲] شامي: ۳۵۲/۲ [۳] النساء: ۴۳

آبِ زم زم کو مکّہ مکرمہ سے اپنے علاقوں میں لے جانا: اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ آبِ زم زم کو مکّہ مکرمہ سے دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنا درست ہے۔

فاکہی نے ''اخبارِ مکّہ'' میں اور امام بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آبِ زم زم مشکیزوں میں اٹھا کر لے گئے، اور آں حضرت ﷺ مریضوں پر اس کو چھڑکتے تھے اور ان کو پلاتے تھے، امام ترمذی نے اپنی ''سنن'' میں روایت کیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُهُ، وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آبِ زم زم مکّہ مکرمہ سے لے جایا کرتی تھیں، اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی لے جایا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس مہمان کو جب کھانا کھلاتے تو اس کو آبِ زم زم ضرور پلاتے تھے۔

آبِ زم زم فروخت کرنے کا حکم: آبِ زم زم فروخت کرنا بعض حضرات نے جائز لکھا ہے، کیوں کہ جب کسی انسان نے اس کو حاصل کرلیا تو اب وہ اس کی ملکیّت میں آ گیا، جیسا کہ اور کوئی پانی کسی کی ملکیّت میں آجائے تو اس کو فروخت کرسکتا ہے، ایسا ہی آبِ زم زم کا حکم ہونا چاہیے، لیکن بندہ کے نزدیک آبِ زم زم کو فروخت کرنے کی یہ تدبیر کرنا بہتر معلوم ہوتی ہے، کہ اپنی محنت کی اجرت لے لے، یعنی جا کر بھرنا پھر اس مخصوص شخص تک پہنچانا، یا جس گیلن (زمزمی) میں زم زم بھرا ہوا ہے تو اس گیلن کو بیچے، اور خریدنے والے سے کہے کہ یہ گیلن تمھیں اتنے کا بیچتا ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آبِ زم زم کو گرم کرنے کا حکم: آبِ زم زم کو ضرورت کے وقت گرم بھی کیا جاسکتا ہے، اگر کوئی اس کی چائے بنانا چاہے تاکہ بابرکت چائے ہوجائے تو اس کو بعض حضرات نے جائز لکھا ہے، اور یوں کہا ہے کہ اس کو گرم کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، لیکن بندہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو کھولانے سے بچانا چاہیے، کیوں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک ہے،

جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈول سے زم زم شریف نوش فرما کر اس میں کلی فرمائی تھی، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو بیرِ زم زم میں ڈال دیا تھا، لہٰذا اس کو کھولایا نہ جائے، چائے وغیرہ کو بابرکت بنانے کے لیے اس میں دو تین قطرے زم زم کے ٹپکا دے، ایسا کرنے سے مشروب ومطعوم بابرکت بھی ہو جائیں گے اور زم زم کا ادب بھی ملحوظ رہے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آبِ زم زم کھڑے ہوکر پیا جائے یا بیٹھ کر؟: اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آبِ زم زم کو کھڑا ہوکر پینا مستحب ہے یا نہیں؟ ملا علی قاری نے اپنی مناسک میں تخییر کا قول اختیار کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

(ثم يأتي زم زم) أي بئرها (فيشرب من مائها) أي قائما و قاعدًا.

پھر زم زم کے کنواں کے پاس آئے، پھر اس میں سے پیے، چاہے کھڑے ہوکر پیے چاہے بیٹھ کر۔

اور بعض حضرات نے کھڑے ہوکر پینے کو مستحب لکھا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر نوش فرمایا تھا۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آں حضرت ﷺ کا کھڑے ہوکر نوش فرمانا بیانِ جواز کے لیے تھا، نہ کہ مستحب بتانے کے لیے۔

بندہ کی رائے یہ ہے کہ اگر پہلے سے کھڑا ہوا ہے تو کھڑے ہوکر پی لے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو کھڑے ہوکر پینے کا تکلف نہ کرے، کیوں کہ بیٹھے سے کھڑے ہوکر پینا ثابت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آبِ زم زم سے کفن دھونا: اکثر حجاجِ کرام تبرک کی نیت سے کفن کے کپڑے آبِ زم زم سے دھوتے ہیں تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، بلکہ باعثِ خیر وبرکت ہے۔[1]

[1] فتاویٰ رحیمیہ: ۳۶۲/۱

آبِ زم زم سے شفایاب ہونے والوں کے چند واقعات

فالج کے مرض سے شفایاب ہونے کا واقعہ: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیر اعلام النبلاء'' (۲۱۲/۱۱) میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسلم الدینوری رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے صاحب زادے احمد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، اس جماعت کے ساتھ ایک مفلوج آدمی تھا، میں نے اس کو ایک دن دیکھا کہ وہ صحیح سالم ہے اور طواف کر رہا ہے اور اس پر فالج کے بالکل آثار نہیں ہیں، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا فالج کیسے ٹھیک ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بیرِ زم زم پر آیا اور میں نے زم زم لیا اور اس زم زم کو اپنی دوات میں ڈالا اور اس دوات کی روشنائی سے میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے بعد سورۃ الحشر کی آخری تین آیات لکھیں اور سورۃ الاسراء کی آیت نمبر ۸۲ لکھی، پھر میں نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ اے اللہ! آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کہ آبِ زم زم جس لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے اور یہ قرآن آپ کا کلام ہے، پس مجھے شفا دے دیجیے اپنی عافیت کے ساتھ، پھر میں نے اس کو آبِ زم زم سے گھولا اور پی لیا، پس مجھے عافیت مل گئی اور فالج کے مرض سے باذن اللہ نجات مل گئی۔

امام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ: امام المحدثین حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آبِ زم زم مختلف نیتوں سے پیا، ان کے پیٹ میں تکلیف تھی، اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے پیا، اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی شفایاب ہو گئے۔[1]

احمد بن عبداللہ الشریفی رحمۃ اللہ علیہ کا شفا پانا: امام تقی الدین فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء الغرام'' میں لکھا ہے کہ شیخ احمد بن عبداللہ الشریفی نابینا ہو گئے تھے، انھوں نے آبِ زم زم بینائی واپس آجانے کی نیت سے پیا، پس (بفضل اللہ تعالیٰ) بینائی واپس لوٹ آئی۔

[1] شفاء الغرام

علامہ ابنِ قیم کا آبِ زم زم پی کر شفایاب ہونا: علامہ ابنِ قیم کا بیان ہے کہ میں نے آبِ زم زم کئی امراض سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے پیا، سو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے حکم سے ان امراض سے نجات عطا فرما دی، اور کہتے ہیں کہ مکّہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت گزرا ہے کہ میں مریض تھا اور نہ طبیب میسّر تھا اور نہ دوا موجود تھی، پس میں آبِ زم زم شفا کی نیت سے پیتا تھا اور زم زم پیتے ہوئے (قرآن کریم کی آیت) ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾[1] پڑھتا تھا، اور بار بار ایسا ہی کرتا تھا، پس مجھے مکمّل شفا حاصل ہوگئی، پھر میں نے آبِ زم زم بہت سے دردوں کے لیے پیا، پس مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔[2]

الشیخ عبدالرحمٰن بن مصلح رحمۃ اللہ علیہ کا شفایاب ہونا: الشیخ عبدالرحمٰن بن مصلح کا قصّہ ہے کہ وہ قرآن شریف حفظ کیا کرتے تھے، ان پر ایک وقت ایسا آیا کہ حفظ کرنا مشکل ہوگیا، ان کے استاذ نے ان کو تیز نظر سے دیکھا، ان کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی (کہ استاذ ناراض ہو رہے ہیں) جب ان کے والد کو یہ معلوم ہوا تو بہت سے اطبا کے پاس لے گئے، لیکن فائدہ نہ ہوا، ذہن کھولنے کے لیے بعض اطبا نے ایک دوا (افلونیا) بتائی، لیکن ان کے والد راضی نہ ہوئے، کیوں کہ یہ دوا احرام تھی۔ عبدالرحمٰن مصلح کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے آبِ زم زم شفا کی نیت سے پلانا شروع کیا، پس میری زبان کھلتی چلی گئی اور جلد ہی زبان کا عُقدہ دور ہوگیا۔

آبِ زم زم پیتے وقت اہل اللہ کی دعا اور نیت

زم زم پیتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیت: ابن المقری نے ''نشر الآس'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آبِ زم زم پیا اور یوں کہا کہ

اَللّٰهُمَّ أَشْرِبُهُ لِظَمَإِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

یعنی اے اللہ میں اس کو قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے پی رہا ہوں۔[3]

---

[1] الفاتحة: ٤ [2] زاد المعاد: ۴/۳۹۳ [3] الجواہر المنظم: ۴۲، بحوالہ فضل ماء زم زم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نیت: حاکم نے اپنی مشہور کتاب "المستدرك" (۴۷۳/۱) میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زم زم پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے علمِ نافع اور رزقِ واسع اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت: زمزمی نے "نشر الآس" میں "قرۃ العین" سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لیے پیا کہ یا اللہ! مجھے اعلم العلماء (یعنی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم) بنا دیجیے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ اپنے زمانہ کے اعلم العلماء بنے اور فقہ میں جو ان کا مقام ہے وہ اہلِ حق پر عیاں ہے، ان کی فقاہت کا اہلِ حق میں سے کوئی انکار نہیں کرسکتا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

الناس في الفقة عيال على أبي حنيفة.

یعنی لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تیراندازی میں صحیح ہدف ہونے کی نیت سے پینا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے آبِ زم زم تیراندازی میں صحیح نشانہ لگنے کی نیت سے پیا، لہٰذا ان کا نشانہ صحیح لگنے لگا، دس تیروں میں نو تیر اپنے صحیح نشانے پر لگتے تھے۔[1]

ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف و تالیف میں مہارت حاصل ہونے کی نیت سے زم زم پینا: روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ الحاکم صاحب "المستدرك على الصحيحين" نے اس نیت سے زم زم پیا کہ انھیں حسنِ تصنیف حاصل ہو جائے، چناں چہ وہ اپنے زمانے کے سب سے اچھے مصنّف بن گئے۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا زم زم پینے والے کو سو حدیثیں سنانا: مشہور محدث حمیدی رحمۃ اللہ

[1] فضل ماء زمزم

کا بیان ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انھوں نے یہ حدیث بیان فرمائی:

مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.

ترجمہ: آبِ زم زم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔

پس حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر چل دیا، پھر وہ دوبارہ مجلس میں حاضر ہوا اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ نے جو حدیث بیان فرمائی ہے: مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کیا یہ صحیح نہیں ہے؟ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں! صحیح ہے، اس شخص نے کہا کہ میں اس نیت سے پی کر آیا ہوں کہ آپ مجھے سو حدیثیں سنا دیں، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ بیٹھ جا! اور اسی وقت اس کو سو حدیثیں سنا دیں۔

علامہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے زم زم پینا: "فوائد أبي بكر بن المقري" میں سوید بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے ابن المبارک (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ وہ زم زم کے پاس آئے اور بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کیا کہ اے اللہ! ابن المومل نے مجھے بیان کیا ہے، اور ان کو ابو الزبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ یعنی آبِ زم زم جس لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، یا اللہ! میں اس کو قیامت کے دن کی پیاس سے محفوظ رہنے کے لیے پی رہا ہوں۔

علامہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قصّہ: علامہ سفیان ثوری علمِ حدیث کے بہترین امام ہیں، اور ان کا شمار اپنے زمانے کے ممتاز علما میں ہوتا ہے، ان کا وصال ۱۶۱ھ میں ہوا اور ان کا زم زم سے متعلّق ایک بہت پیارا قصّہ ہے جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

اہلِ ہرات کے ایک عبد اللہ نامی شخص کا بیان ہے کہ میں سحری کے وقت بیرِ زم زم کے پاس آیا، پس کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیخ نے حجرِ اسود کی طرف سے بیرِ زم زم میں ڈول ڈالا اور زم زم نوش کیا اور اس ڈول کو انھوں نے جب چھوڑ دیا تو اس ڈول میں بچا ہوا زم زم میں نے پینے

کے لیے لے لیا تو وہ بادام کا ستو نکلا، اتنا مزیدار ستو میں نے کبھی نہیں پیا تھا، پھر اگلی رات میں نے تہجّد کے وقت ان کا انتظار کیا، پس دیکھا کہ ایک شیخ آئے، انھوں نے اپنے ایک کپڑے سے اپنا چہرا ڈھانکا ہوا تھا، پس انھوں نے حجرِ اسود کی طرف سے ڈول ڈال کر زم زم پیا، پھر ڈول کو چھوڑ دیا، پس میں نے اس ڈول کا بچا ہوا زم زم جب پیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں تو شہد ملا ہوا ہے، اس سے پہلے میں نے اتنا عمدہ شربت نہیں پیا تھا، پس پھر تیسری رات آبِ زم زم پر ان کا انتظار کیا، پھر وہ تہجّد کے وقت نمودار ہوئے اور انھوں نے اپنے چہرے کو چھپایا ہوا تھا، سو میں نے ان کے کپڑے کو پکڑ لیا، پس جب انھوں نے زم زم شریف پی کر ڈول چھوڑ دیا، پھر جب میں نے اس بچے ہوئے کو پیا تو وہ بہت ہی میٹھا دودھ تھا، ایسا دودھ میں نے کبھی نہیں پیا تھا، پس میں نے ان کا کپڑا پکڑ کے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم! آپ بتا دیجیے کہ آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ اس شرط پہ بتاؤں گا کہ تم اس بات کو میری زندگی میں چھپا کے رکھنا، تو میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، تو پھر انھوں نے بتایا کہ میں سفیان بن سعید ثوری ہوں۔[1]

علامہ ابوبکر بن عیاش کا زم زم شریف سے دودھ پینا: اسی طرح ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قصّہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آبِ زم زم سے دودھ اور شہد پیا ہے۔[2]

علامہ ابوبکر بن عیاش اپنے وقت کے جلیل القدر علما میں شمار ہوتے ہیں، ان کی وفات ۱۹۳ھ میں ہوئی۔

ایک نیک وصالح چرواہے کو آبِ زم زم سے دودھ حاصل ہونا: فاکہی نے ''اخبارِ مکّہ'' (۱/۳۹) میں روایت کیا کہ ایک چرواہا تھا جو بہت عبادت گزار تھا، پس جب اس کو پیاس لگتی تھی تو آبِ زم زم میں اس کو دودھ مل جاتا تھا، اور جب وہ وضو کا ارادہ کرتا تھا تو بیرِ زم زم سے اس کو زم زم کا پانی ہی ملتا تھا۔ بیرِ زم زم سے دودھ حاصل ہونے کے اور بھی قصّے ہیں، ہم صرف ان تین قصوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

[1] حلية الأولياء: ۷۳/۷ [2] أخبار مكة للفاكهي: ۳۹/۲، سير أعلام النبلاء: ۵۰۱/۸

امام ابنِ خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت: ''سیرِ اعلام النبلاء'' (۳۷۰/۱۴) میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابنِ خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کہاں سے (اتنا زیادہ) علم حاصل ہوا؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مَاءُ زَمْ زَمَ لِـمَا شُرِبَ لَهُ یعنی آبِ زم زم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، سو میں نے اس نیت سے زم زم پیا کہ یا اللہ! مجھے علمِ نافع عطا فرما دیجیے۔

دورِ حاضر کے چند واقعات

پہلا قصّہ: حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کراچی میں تھے تو ان کے کان میں التہاب (انفیکشن) تھا اور کان بہا کرتا تھا، جب حضرت والد صاحب ہجرت فرما کر حجازِ مقدس تشریف لائے تو زم زم پیا اور دوا بھی لی، مستشفیٰ اجیادِ مکّہ مکرمہ میں تشریف لے گئے اور ڈاکٹر کو کان کی تکلیف بتائی، ڈاکٹر کے سامنے جو میز تھی اس کی دراز میں سے ایک شیشی نکالی اور کہا کہ قطرے اپنے کان میں ڈالیں۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند مرتبہ استعمال کی تو وہ تکلیف جو برسہا برس سے تھی ختم ہوگئی۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرنے تشریف لے گئے، تو ڈاکٹر نے کہا: مولانا! یہ تو عام دوا تھی کوئی خاص نہیں تھی، دراصل یہ زم زم پینے کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفا عطا فرما دی۔

دوسرا قصّہ: بندہ کا قصّہ ہے کہ کئی سال پہلے کی بات ہے کہ حج کے بعد طوافِ وداع کیا، مطاف میں بہت زیادہ ہجوم تھا، نیچے تین چکر کرنے بعد اوپر کی منزل میں جا کر باقی چار چکر کیے، یہ تو معلوم ہے کہ پہلی منزل میں طواف کرنا بہت لمبا ہو جاتا ہے۔

طواف کرکے بہت زیادہ تھکاوٹ ہوگئی، ٹانگیں جواب دینے لگیں، اور گاڑی شارعِ منصور پر کھڑی تھی جو حرم شریف سے بہت فاصلہ پر ہے، راستہ میں چڑھائی بھی تھی، پیدل جانا تھا، کیوں کہ سواری نہیں مل رہی تھی، بندہ نے زم زم پیا اور نیت کی میری تھکن دور ہو جائے اور قوت ونشاط آ جائے، تین گلاس زم زم پیا، بحمد اللہ تعالیٰ فوراً قوت ونشاط پیدا ہوگا، گویا کہ تھکن

تھی ہی نہیں۔ بندہ پیدل چل کر حفائر کا پہاڑ عبور کر کے شارعِ منصور پہنچا، گاڑی میں بیٹھا اور جدہ روانہ ہو گیا، آبِ زم زم کی عجیب برکت ہے۔

تیسرا قصّہ: ایک مرتبہ ۱۴۲۵ھ میں بندہ مدینہ منورہ سے مکّہ مکرمہ حاضر ہوا، بلڈ پریشر کی پہلے سے کچھ شکایت تھی، لیکن معمولی سی تھی، اچانک سر چکرانے لگا، آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا، بندہ شامیہ میں حرم شریف کے بالکل قریب ٹھہرا ہوا تھا، فوراً حرم شریف حاضر ہوا، اور بلڈ پریشر سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے زم زم شریف سیر ہو کر پیا، الحمد للہ! بندہ شفایاب ہو گیا۔

چوتھا قصّہ: ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں مزرعۃ الدہلوی میں ایک پروگرام رکھا گیا، جنوبی افریقہ سے مفتی محمد زبیر صاحب تشریف لائے ہوئے تھے، اس میں حضرت مفتی صاحب کے بیان کا نظم تھا اور بندہ سے بھی بیان کرنے کی فرمائش کی گئی تھی، بندہ نے مسجدِ نبوی شریف میں اس نیت سے زم زم پیا کہ یا اللہ! میرے بیان میں اثر ڈال دیجیے۔

زم زم پینے کے بعد مسجدِ نبوی شریف سے مزرعۃ الدہلوی پہنچا، جیسے ہی جا کے پروگرام میں پہنچا تو بندہ کے بیان کا وقت آ چکا تھا، منتظم کی طرف سے اعلان ہوا کہ مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب بیان کرنے کے لیے تشریف لے آئیں۔

چناں چہ بندہ پہنچا اور فوراً بیان شروع کر دیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندہ کے بیان میں ایسا اثر ڈالا کہ حاضرین میں کئی حضرات کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

پانچواں قصّہ: حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست علی الحق صاحب صدیقی مرحوم جو جدہ میں مقیم تھے، وہ مکّہ مکرمہ آئے اور آبِ زم زم کی جگہ ان کا پاؤں پھسل گیا۔ اور ان کی کمر میں اندرونی چوٹ آئی، جدہ میں ایک کمپنی میں ملازمت تھی، کمپنی کے ڈاکٹر کو دکھایا، تاکہ چھٹی مل جائے، ڈاکٹر نے کہا کہ میں آپ کو چھٹی نہیں دے سکتا، کیوں کہ ظاہراً مجھے کوئی چوٹ نظر نہیں آ رہی۔ یہ پریشان ہوئے کہ مجھے تکلیف ہے اور یہ چھٹی نہیں دے رہا۔ پھر یہ واپس مکّہ مکرمہ حاضر ہوئے اور آبِ زم زم کی جگہ پہنچے دوبارہ ان کا پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے، جب

اٹھے تو گزشتہ دفعہ گرنے سے جو تکلیف ہوئی تھی ایک دم ختم ہوگئی۔ سبحان اللہ!

چھٹا قصّہ: میرے لختِ جگر میرے بیٹے حمادُ الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ کے چہرے پر عجیب سے دانے نکل آئے تھے، مدینہ منورہ کے مستشفٰی المیقات میں جلد کے ڈاکٹر کو دکھایا، اس نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ایسے دانے ہیں جو گھر میں دوسروں کو بھی ہوسکتے ہیں، بندہ نے حمادُ الرحمٰن سلمہ کو اس بات کی ترغیب دی کہ شفا کی نیت سے زم زم پیو۔ حمادُ الرحمٰن سلمہ مسجدِ نبوی شریف گئے اور زم زم چہرے پر ڈالا اور بہ نیتِ شفا زم زم پیا، بفضل اللہ دانے ایسے غائب ہوئے کہ گویا نکلے ہی نہیں تھے۔

یہ چند قصّے قلم بند کردیے ہیں، تاکہ قارئین پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد: مَاءُ زَمْ زَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ کی برکات واضح ہوجائیں۔

ایک اہم اور ضروری نوٹ: آبِ زم زم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔ آں حضرت ﷺ صادق ومصدوق ہیں، یہ ان کا ارشادِ گرامی ہے جو سچ ہی سچ ہے، لیکن یہ بات واضح رہے کہ جن لوگوں نے مختلف نیتوں سے پیا اور ظاہراً اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے تو اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ زم زم پینے کا فائدہ نہیں ہوا، زم زم پینے کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے، اور اس کے فائدوں کو دعا کے اصول پر سمجھا جائے، وہ اس طرح کے مؤمن بندہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو اس کو وہی چیز عطا فرمادیتے ہیں جو چیز اس نے مانگی ہے، یا اس کے بدلہ میں دوسری کوئی نعمت عطا فرمادیتے ہیں، یا اس کے بدلہ کوئی بلا ٹال دیتے ہیں، یا اس کا اجر وثواب آخرت میں محفوظ فرمادیتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والے ہیں، وہی جانتے ہیں کہ میرے بندہ کے لیے کیا بہتر ہے۔

اور ایسے گناہ جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں، جیسے: حرام کمانا اور کھانا اور مشتبہات سے نہ بچنا، والدین کا نافرمان ہونا، ان کی حق تلفی کرنا، قطع رحمی کرنا، جہر بالمعصیت میں مبتلا ہونا، اور دعا کی قبولیت میں جلد بازی مچانا وغیرہ وغیرہ سے بچنا لازم ہے، لہٰذا تمام گناہوں سے توبہ کرکے پھر جس نیت سے زم زم شریف پیے گا تو جو چاہے گا سو پائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بشرطے کہ ایسی نیت نہ کرے جس کا نہ ہونا کتاب وسنت سے معلوم ہو چکا ہے اور یہ بھی ادب ملحوظ رہے کہ جس نیت سے پی رہا ہے اس کو حاصل کرنے کا سبب بھی اختیار کرے، جیسا کہ دعا کے آداب میں ہے۔ اور ایسے اوقات میں زم زم پیے جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے، ان اوقات میں تہجّد کا وقت اور روزے دار کا افطاری کا وقت خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

واللہ ولي التوفیق.

مطبوعات البشریٰ

اردو و فارسی مطبوعات درس نظامی

- خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
- معین الفلسفہ
- معین الاصول
- فوائد مکیہ ☆
- آسان منطق
- علم الصرف (اولین، آخرین)
- عربی صفوۃ المصادر
- جمال القرآن ☆
- نحو میر
- میزان و منشعب
- آسان نحو (اوّل، دوم)
- تعلیم الاسلام ☆
- عربی زبان کا آسان قاعدہ
- نامِ حق
- پند نامہ ☆
- بہشتی زیور (تین حصے)
- حیات المسلمین
- آداب المعاشرت ☆
- تعلیم الدین ☆
- لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
- مفتاح لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
- خیر الاصول ☆
- آسان اصول فقہ
- تیسیر المنطق
- فصول اکبری
- تاریخ اسلام
- علم النحو
- جوامع الکلم ☆
- صرف میر
- تیسیر الابواب
- آسان صرف (اوّل، دوم، سوم)
- بہشتی گوہر
- تسہیل المبتدی
- فارسی زبان کا آسان قاعدہ
- کریما ☆
- تیسیر المبتدی
- عربی کا معلّم (اوّل تا چہارم)
- کلید جدید (مفتاح عربی کا معلّم) (اوّل تا چہارم)
- تعلیم العقائد ☆
- سیر صحابیات
- الانتباہات المفیدۃ

- امام اعظم اور علم حدیث
- راہِ سنت

حدیث

- ترجمان السنہ
- معراج کی باتیں
- منتخب احادیث
- جواہر الحدیث

تجوید

- تسہیل القواعد
- قواعدِ مخارج تجوید

سیرت رسول اللہ ﷺ

- النبی الخاتم ﷺ
- جامع الاخلاق
- خطبات مدراس
- نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ
- سیرتِ سیّد الکونین خاتم النبیین ﷺ
- رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات شریفہ
- سیرۃ الرسول ﷺ

حج و عمرہ

- فضائل حج
- کتاب الحج ☆
- حج کا طریقہ قدم بہ قدم
- معلّم الحجاج
- مسائل و معلومات حج و عمرہ

عقائد

- تعلیم العقائد ☆
- اسلام اور عقلیات
- عالم برزخ
- تعلیماتِ اسلام
- اکابر علماء دیوبند اور ان کے عقائد

فضائل

- فضائل اعمال (اردو) (پشتو)
- فضائل صدقات
- فضائل علم
- فضائل استغفار ☆
- فضائل قرآن
- فضائل ذکر
- فضائل درود شریف
- فضائل تجارت ☆
- فضائل امت محمدیہ ﷺ ☆
- فضائل نماز
- فضائل رمضان
- فضائل تہجد

دیگر اردو مطبوعات

نماز

- آسان نماز ☆
- نماز مدلل ☆
- نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے ☆
- مسنون نماز کی چالیس حدیثیں ☆
- نماز حنفی
- آئینۂ نماز ☆
- اپنی نمازیں درست کیجیے
- رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز

علم حدیث

- حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار
- امام ابن ماجہ اور علم حدیث

فضائل جماعت | فضائل مسواک
فضائل توبہ واستغفار | فضائل زبان عربی
جزاء الاعمال ☆ | بارہ مہینوں کے فضائل واحکام

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم | کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم | سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ

صحابیات رضی اللہ عنہن

سیر صحابیات | امت مسلمہ کی مائیں رضی اللہ عنہن
نیک بیبیاں | سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا
رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں

فقہ

بہشتی زیور مدلل (مکمل) | وصیت اور میراث کے احکام ☆
دلیل الخیرات فی ترک المنکرات

معاشرت

حقوق الوالدین ☆ | حقوق العلم ☆
صفائی معاملات | آداب معیشت ☆
اصلاح النساء | اصلاح خواتین
پردہ کے شرعی احکام | شرعی پردہ
اکرام المسلمین مع حقوق العباد کی فکر کیجیے | اکرام مسلم
تحفۃ النکاح | کسب حلال وادائے حقوق

مسنون علاج

الحجامہ (جدید ایڈیشن مع اضافہ مفیدہ) | مختصر الحجامہ

دعوت وتبلیغ

اصول دعوت اسلام | قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟
تبلیغی تقریریں | انسانیت کا امتیاز
مکاتیب مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ | فضائل تبلیغ

اصلاحی کتب

آداب المعاشرت ☆ | حیات المسلمین ☆
تعلیم الدین ☆ | مرحبا بطالب العلم
تبلیغ دین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ | مجموعہ وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں ☆ | علامات قیامت ☆
حیلے اور بہانے | خطبات الاحکام ☆
روضۃ الادب | اسلامی سیاست مع تکملہ
علیکم بسنتی ☆ | ایک مسلمان کس طرح زندگی گزارے؟ ☆
زندگی سے بیزاری کیوں؟ ☆ | مرنے کے بعد کیا ہوگا؟
موت کی یاد ☆ | شوق وطن
سال بھر کے مسنون اعمال ☆ | اعجاز القرآن ☆
اخبار الزلزلہ | اجتہاد اور تقلید
کامیابی | افادات محمود
تقلید واجتہاد | دنیا وآخرت
اصلاح انقلاب امت | اصلاح الرسوم
انفاس عیسیٰ | فروع الایمان
جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں | تحفۃ المسلمین (مکمل)
ترقی | تحفۂ خواتین
التشبہ فی الاسلام | حقوق الاسلام
اغلاط العوام | حقوق الوالدین (تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)
آداب المتعلمین | حقانیت اسلام

ڈاڑھی کا وجوب مع ڈاڑھی کی قدر وقیمت مع ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم

جس کتاب کے ساتھ ☆ کی علامت ہے اس کا جیبی سائز بھی دستیاب ہے۔

www.maktaba-tul-bushra.com.pk
al-bushra@cyber.net.pk